

تبلیغیم اسلامی کا ترجمان

ہفت روزہ



41

لاہور

تبلیغیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظم

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
30 وال سال

26 ربیع الاول تا 3 ربیع الثانی 1443ھ / 8 نومبر 2021ء

نذر خلافت

اسلامی معاشرہ اور جاہلی معاشرہ؟

اسلام صرف دو قسم کے معاشروں کو جانتا ہے۔ ایک اسلامی معاشرہ اور دوسرا جاہلی معاشرہ۔ اسلامی معاشرہ وہ ہے جس میں انسانی زندگی کی زمامِ قیادت اسلام کے ہاتھ میں ہو۔ انسانوں کے عقائد و عبادات پر، ملکی قانون اور نظامِ ریاست پر، اخلاق و معاملات پر غرضیکہ زندگی کے ہر پہلو پر اسلام کی عملداری ہو۔ جاہلی معاشرہ وہ ہے جس میں اسلام عملی زندگی سے خارج ہو۔ نہ اسلام کے عقائد و تصورات اُس پر حکمرانی کرتے ہوں، نہ اسلامی اقدار اور رذ و قبول کے اسلامی پیمانوں کو وہاں برتری حاصل ہو، نہ اسلامی قوانین و ضوابط کا سکے روں ہو اور نہ اسلامی اخلاق و معاملات کی درجہ فوقيت رکھتے ہوں۔

اسلامی معاشرہ وہ نہیں ہے جو ”مسلمان“ نام کے انسانوں پر مشتمل ہو، مگر اسلامی شریعت کو وہاں کوئی قانونی پوزیشن حاصل نہ ہو۔ ایسے معاشرے میں اگر نماز روزے اور حج کا اہتمام بھی موجود ہو، تو بھی وہ اسلامی معاشرہ نہیں ہوگا، بلکہ وہ ایسا معاشرہ ہے جو خدا اور رسول ﷺ کے احکام اور فیصلوں سے آزاد ہو کر اپنے مطالبہ، نفس کے تحت اسلام کا ایک جدید ایڈیشن تیار کر لیتا ہے، اور اُسے — برسیل مثال — ”ترقی پسند اسلام“ کے نام سے موسم کرتا ہے!

جادہ و منزل

سید قطب شہید

اس شمارے میں

مہنگائی: کیوں اور کب تک؟

12 ربیع الاول اور سچے امتی (I)

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل
سیاسی عدم استحکام (2)

Powell: Hero or global
war criminal?

رخت سفر

حضرت شفاء بن عبد اللہ بنت عبد اللہ

ہر بی کے دشمن گزرے ہیں

[سُورَةُ الْفُرْقَانِ] يَسُورُ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ آیت: 31]

وَكَذِلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا وَمِنَ الْمُجْرِمِينَ
وَكُفَّى بِرَبِّكَ هَادِيًّا وَنَصِيرًا ۝

آیت: ۳۱ «وَكَذِلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ ۝» ”اور اسی طرح ہم نے ہر بی کے دشمن بنادیے مجرموں میں سے۔“

یہ مضمون سورۃ الانعام کی آیت 112 میں بھی آچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی آزمائش کے لیے ضروری سمجھتے ہیں کہ ان کی مخالفت کی بھی خوب گرم ہواں کے خلاف کشمکش اور تصادم کا ماحول بنے اور باطل کے مقابلے میں انہیں عملی طور پر میدان کارزار میں اترنا پڑے تاکہ کھرے اور کھوئے کی پیچان ہو اور ایمان کے سچے دعوے دار کھصر کر سامنے آ جائیں۔ ورنہ اگر مٹھنڈی سڑک پر چھل قدمی کرتے ہوئے جنت تک پہنچنا ہو تو کوئی بھی اس سعادت میں پیچھے نہیں رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ((تَحْبَبَتِ النَّارُ إِلَى الشَّهَوَاتِ وَتَحْبَبَتِ الْجَنَّةُ إِلَى الْمَكَارِ)) (صحیح بخاری) یعنی جہنم کو انسان کے مرغوبات نفس سے ڈھانپ دیا گیا ہے جبکہ جنت کو ایسی چیزوں سے ڈھانپ دیا گیا ہے جو انسان کو ناپسند اور ناگوار ہیں۔

حق کے راستے پر چلتے ہوئے انسان کو طرح طرح کی تکلیفیں اٹھانا پڑتی ہیں، مصائب جھینکنے پڑتے ہیں اور کٹھن آزمائشوں سے گزرا پڑتا ہے۔ اس مضمون کو سورۃ البقرۃ، آیت ۱۵۵ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے: ﴿وَلَنَبْلُوَنَكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُنُونِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۝﴾ ”اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں کسی قدر خوف سے، بھوک سے اور جان و مال اور فصلوں کے نقصان سے۔“ مصیبتوں اور آزمائشوں کی اس چھلنی کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو چھانٹ کر الگ کر لیتا ہے جو جنت کی قیمت ادا کرنے کے لیے تیار ہوں اور پھر ان لوگوں سے جنت کا سودا کرتا ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ أَشْتَرِي مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۝﴾ (التوبۃ: ۱۱۱) ”یقیناً اللہ نے خریدی ہیں اہل ایمان سے ان کی جانیں بھی اور ان کے مال بھی اس قیمت پر کہاں کے لیے جنت ہے۔“

﴿وَكُفَّى بِرَبِّكَ هَادِيًّا وَنَصِيرًا ۝﴾ ”اور کافی ہے آپ کارب ہدایت دینے والا اور مدد دینے والا۔“

جو شخص ہدایت کا طلب گارہو اے اللہ ہدایت بھی دیتا ہے اور پھر اس راستے پر چلانے کے لیے اس کی مدد بھی کرتا ہے۔

دینداری.....معیار نکاح

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ : ((تُنْكِحُ الْمَرْأَةَ لِأَرْبَعِ لِمَالِهَا وَلِحَسْبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا فَإِظْفَرْ بِذَادَتِ الدِّينِ تَرِبَّتْ يَدَكَ)) (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”عورت سے لوگ چار اغراض سے نکاح کرتے ہیں: مال و دولت کی وجہ سے یا حسب و نسب کی وجہ سے یا حسن و جمال کی وجہ سے یا دین و اخلاق کی وجہ سے۔ (پس تم سب سے آخری بات یعنی) دیندار عورت کو اختیار کرو۔ اگر ایسا نہ کرو تو تمہارے ہاتھوں کوئی نہیں لگے۔ (یعنی کسی وقت نہ امتحان و پریشانی سے دوچار ہونا پڑے۔)“

تشریح: شادی بیاہ کے اندر کفایت کے مسئلے میں یہ حدیث اصول کا درجہ رکھتی ہے۔ شادی بیاہ میں اکثر لوگ ان چار چیزوں کی طرف دیکھتے ہیں۔ دینداری لوگوں کے نزدیک سب سے آخر میں ہوتی ہے۔ جبکہ اسلام دینداری اور خوش اخلاقی کو باقی چیزوں پر ترجیح دیتا ہے۔ لہذا رشتے کے انتخاب میں دین کو ترجیح دینی چاہیے۔

ندائے خلاف

خلافت کی بناء دنیا میں ہو پھر استوار
لگبھیں سے ڈھونڈ کر اسلام کا قلب و جگر

تanzeeem اسلامی ترجمان، نظام خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

30 جلد 1443ھ ربیع الثانی 3 ربیع الاول 2021ء شمارہ 41

حافظ عاکف سعید مدیر مسئول
ایوب بیگ مرزا مدیر
فرید الدلّمروت ادارتی معاون

نگران طباعت: شیخ حبیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
طبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تانزیم اسلامی

”دارالاسلام“ ملٹان روڈ چونگ لاہور۔ پوسٹ کوڈ 53800
فون: 042 35473375-36-کے اذون لاہور
E-Mail: markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے اذون لاہور
فون: 03 35869501-03 35834000
publications@tanzeem.org

15 روپے قیمت فی شمارہ

سالانہ زر تعاون 15 روپے
اندرون ملک 600 روپے
بیرون پاکستان 1000 روپے
ایران 2000 روپے
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ 2500 روپے
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ 3000 روپے
ڈرافٹ، منی آرڈر یا یہ آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال
کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email: mactaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل سیاسی عدم استحکام (2)

سیاسی عدم استحکام پاکستان کا ایک اور بڑا مسئلہ ہے۔ اگرچہ ظاہراً یہ داخلی مسئلہ ہے لیکن یہ پاکستان کو خارجی سطح پر بھی بہت بڑی طرح متاثر کرتا ہے۔ داخلی سطح پر سیاسی عدم استحکام کی پہلی اور سب سے بڑی وجہ تو ہمارے سیاست دانوں کا Immature ہونا یعنی سیاسی نابالغ پن یا ناچحتگی ہے۔ پھر سیاست میں موروثیت کا درآنا ہے۔ دوسری وجہ مقتدر حلقوں صحیح تر الفاظ میں فوج کی سیاست میں دخل اندازی اور اپنے دائرہ کار سے تجاوز ہے۔ تیسرا وجہ یہ ہے کہ ہماری عدالتی نظریاتی توکھی نہ ہو سکی لیکن اُس نے نظریہ ضرورت کا بے دریغ استعمال کیا۔ علاوه ازیں اُنھیں Judicial activism کا شوق بھی چراتا ہے۔ عدالتیں انتظامی معاملات میں مداخلت کرتی ہیں۔ جس سے سیاسی نظام درہم برہم ہوتا ہے۔ چوتھی وجہ خود عوام ہیں وہ اپنے نمائندوں کا انتخاب قوی مفاد کو منظر رکھ کر نہیں کرتے بلکہ ذات و برادری یا اس حوالے سے اپنے چھوٹے چھوٹے ذاتی مفادات کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ بات سمجھ لینے کی ضرورت ہے کہ ہم قوی سطح پر اقتدار کی اندھادھند حرص اور لالج رکھتے ہیں جسے موقع ملتا ہے وہ تمام ترقوت کو اپنی ذات میں مرکز کرنا چاہتا ہے۔ ہم پاکستان کی پونصی کی تاریخ سے مختصر ترین الفاظ میں چند مثالیں دیں گے کہ کس طرح ہم مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر ملکی سطح پر سیاسی لحاظ سے عدم استحکام کا شکار ہوئے۔

1947ء سے 1951ء کا عرصہ کسی حد تک خیریت سے گزارا۔ 16 اکتوبر 1951ء کو پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کو شہید کر دیا گیا۔ اصل نکتہ یہ ہے کہ قریب کھڑے کسی پولیس آفیسر نے گولی مار کر قاتل کو بھی مار دیا گویا یہ سب کچھ طے شدہ منصوبہ بندی کے تحت ہوا، یعنی کوئی اقتدار کی مانی تبدیلی چاہتا تھا۔ آج تک قاتل کا سراغ نہ لگ سکا یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ کوئی بڑی خفیہ قوت لیاقت علی خان کے قتل میں ملوث تھی۔ خواجہ ناظم الدین جو اس وقت گورنر جنرل تھے آنھیں وزیر اعظم بنادیا گیا اور ایک ICS بیورو کریٹ غلام محمد کو گورنر جنرل بنادیا گیا۔ پاکستان کا آئین تو ابھی بنانہیں تھا گورنر جنرل اور وزیر اعظم میں اقتدار کی رسہ کشی شروع ہوئی۔ گورنر جنرل نے وزیر اعظم کو بر طرف کر دیا۔ بعد ازاں قوی اسمبلی بھی توڑ دی گئی۔ سپیکر مولوی تمیز الدین نے سنده ہائی کورٹ سے رجوع کیا جس نے گورنر جنرل کی ساری کارروائی کو غیر قانونی قرار دے دیا۔ گورنر جنرل نے سپریم کورٹ میں اپیل کی اور عدالت عظمی میں پہلی مرتبہ چیف جسٹس آف سپریم کورٹ جسٹس منیر کی سر کردگی میں نظریہ ضرورت استعمال ہوا اور گورنر جنرل کا حکم بحال کر دیا گیا۔

دیا اور وہ متفقہ آئین جنوں سال کی زبردست کوششوں سے بنا تھا اسے منسوخ کر دیا۔ یہ ایک فوجی طالع آزمائ کا انتہائی غیر قانونی اور غیر آئینی قدم تھا لیکن یہ بھی فیروز خان نوں کی سیاسی حکومت کے انتہائی احتمانہ قدم کا نتیجہ تھا۔ سیاست دانوں نے ایک بار پھر خود کو *Immutable* ثابت کیا۔

گیارہ سال پاکستان کے عوام خاکی وردی اور بھاری بوٹوں تلے دبے رہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان گیارہ سالوں میں ملک میں صنعتیں لگائی گئیں، پاکستان کی مالی حالت بہتر ہوئی، لیکن اعتماد کا ناقابلِ تلافی نقصان ہوا۔ مشرقی اور مغربی پاکستان میں ایک دوسرے کے خلاف نفرتیں اپنی انتہا کو پہنچ گئیں۔ قیام پاکستان کے 23 سال بعد 1970ء میں پاکستان کے پہلے عام انتخاب کا انعقاد ہوا۔ مشرقی پاکستان میں شیخ مجیب الرحمن کی عوامی لیگ نے انتخابات سویپ کیے۔ مغربی پاکستان میں بھٹو کی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کامیاب ہوئی۔ لیکن فوجی حکمران کی حرص اقتدار اور سیاست دانوں کی ناچیختگی اور کچھ فہمی نے اقتدار منتقل نہ ہونے دیا جس کا ازالی دشمن بھارت نے بھر پور فائدہ اٹھایا اور پاکستان شکست و ریخت کا شکار ہو کر دولت ہو گیا۔ کاش ذوالفقار علی بھٹو اور شیخ مجیب الرحمن سیاسی اتحاد بنا کر اور متعدد ہو کر فوجی طالع آزمائیخی خان کے اقتدار کی حرص کا مقابلہ کرتے تو آسانی سے اُسے نکال باہر کر سکتے تھے۔ بعد میں مذاکرات سے اپنے اختلافات کو ختم کر لیتے تو شاید یہ ذلت آمیز شکست نہ ہوتی۔ لیکن سیاست دانوں نے ایک بار پھر اپنے آپ کو *Immutable* ثابت کیا اور نقصان قوم کا ہوا۔

1977ء میں ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف تحریک چلی تو جماعتِ اسلامی اور عبدالولی خان کی نیشنل عوامی پارٹی ایک ہی صفت میں کھڑے ہو گئے، گویا نظریاتی سیاستِ دفن ہو گئی۔ صرف ایک شخصیت یعنی بھٹو کی مخالفت مقصود تھی۔ درحقیقت یہ اپنی بھٹو تحریک تھی لیکن مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا فائدہ اٹھانے کے لیے اسے نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تحریک کا نام دے دیا گیا جو نہیں بھٹو حکومت ختم ہوئی تحریک بھی ختم ہو گئی۔ سیاست دان پھر کسی اور کے لیے استعمال ہوئے تحریک کے دوران عوام کا حد درجہ مالی اور جانی نقصان ہوا۔ ذوالفقار علی بھٹو کا فوج نے تنخوا اُٹ دیا۔ گویا سیاست دان کی حکومت کے خاتمے اور ایک فوجی آمر کو اقتدار میں لانے کے لیے ایک بار پھر سیاست دان وجہ بنے۔ فوجی آمر جزل ضیاء الحق نے گیارہ سال حکومت کی کسی سیاست دان کے ہاتھ کچھ نہ لگا۔

(جاری ہے)

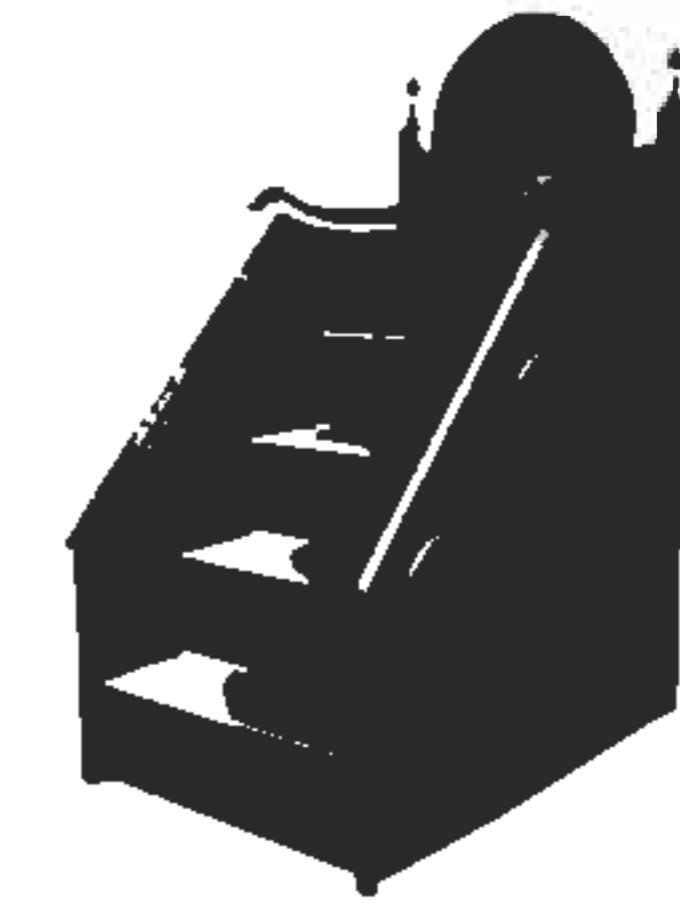
گورنر جزل غلام محمد پرفانج کا حملہ ہوا۔ اب وہ نہ خود اپنے قدموں پر کھڑے ہو سکتے تھے نہ صحیح طور پر بول سکتے تھے۔ لیکن ایک جملہ بار بار دہراتے تھے: ”اقدار نہیں چھوڑوں گا۔“

خواجہ ناظم الدین کی بر طرفی کے بعد محمد علی بوگرہ کو وزیر اعظم بنادیا گیا۔ وہ اس وقت امریکہ میں پاکستان کے سفیر تھے، وقت کی اسمبلی نے انھیں بلا حیل و جھٹ قبول کر لیا۔ غلام محمد کے بعد سکندر مرزا جو ریاضتی میڈیا میں پہلی انٹری تھی۔ اس دور میں چودھری محمد علی پاکستان کے وزیر اعظم بنے۔ ان کو زبردست کریڈٹ جاتا ہے کہ انہوں نے پاکستان کو اچھا متوازن آئین دیا۔ آئین کے مطابق سکندر مرزا پاکستان کے پہلے صدر بنے اور پاکستان تخت برطانیہ سے الگ ہو گیا۔ لیکن پاکستان کو آئین دینے والے وزیر اعظم چودھری محمد علی کو صرف ایک سال بعد فارغ کر دیا گیا۔ وہ بانی پاکستان کے قریبی ساتھی تھے اور بہت اچھی شہرت کے حامل تھے۔ اس دوران پاکستان کی سیاست میں ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ ایک نئی پارٹی ”ری پبلکن پارٹی“ کے نام سے راتوں رات وجود میں آئی اور اسمبلی کی اکثریت اس نئی پارٹی میں منتقل ہو گئی لہذا اس نئی پارٹی نے حکومت بنائی۔ اس موقع پر بھارت کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لعل نہرو نے پاکستان کے سیاسی عدم استحکام پر توہین آمیز طنز کیا اور کہا ”میں اتنے کپڑے نہیں بدلتا جتنی پاکستان میں حکومتیں بدلتی ہیں۔“

1956ء کے نئے آئین کے بعد انتخابات کا مرحلہ آنے لگا تو مغربی پاکستان کی اشرافیہ نے ایک اور غیر ذمہ دارانہ قدم اٹھایا۔ یہ محسوس کیا گیا کہ اگر ایک آدمی ایک ووٹ کی بنیاد پر انتخابات ہوئے تو مشرقی پاکستان کی نشتبیں مغربی پاکستان سے زیادہ ہوں گی کیونکہ وہاں آبادی زیادہ ہے، لہذا مغربی پاکستان کے تمام صوبے ختم کر دیے گئے اور مغربی پاکستان کو ون یونٹ بنادیا گیا اور ملک کے دونوں حصوں کو مساوی نشتبیں دیے جانا طے کر دیا گیا۔ درحقیقت مغربی پاکستان کے سیاست دان ہر حالت میں اقتدار پر اپنا قبضہ رکھنا چاہتے تھے۔ 1958ء میں فیروز خان نوں پاکستان کے وزیر اعظم بنے تو انہوں نے ایک خوفناک غلطی کا ارتکاب کیا۔ جزل ایوب خان جو فوج کے کمانڈر ان چیف تھے، انھیں کابینہ میں وزیر دفاع مقرر کر دیا۔ یہ اس بد و جیسی حرکت تھی جس نے اونٹ کو اپنے خیے میں اگلے پاؤں رکھنے کی اجازت دے دی تھی۔ اونٹ بالآخر خیمہ میں گھس گیا اور بد و کونکال باہر کیا۔ یہی کچھ ان ناچحت سیاست دانوں نے پاکستان کے آرمی چیف کو سیاسی حکومت کا وزیر دفاع بنانے کا کرکیا۔ اکتوبر 1958ء میں ایوب خان نے ملک میں مارشل لاء لگا

12 رجیع الادل اور سچ امتی (I)

(سورہ الاعراف کی آیت 157 کی روشنی میں)



جامع مسجد شادمان ناؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حافظ علیہ السلام کے خطاب جمعہ کی تخلیص

اور علم ہدایت اور علم وحی ان کے پاس موجود تھا۔ لیکن عربوں میں صدیوں سے یہ سلسلہ منقطع رہا۔ اس پس منظر میں عربوں کے لیے انسین کا لفظ استعمال ہوتا تھا۔ اس سے کبھی کبھی پریشانی بھی ہوتی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ لفظ استعمال ہو رہا ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو معلم انسانیت ہیں، اللہ کا آخری کلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے، انسانیت کو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا تو امی کس معنی میں کہا جا رہے ہے۔ لہذا جان لیجیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ کسی مکتب، مدرسے، محفل یا کسی تعلیمی ادارے میں تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برہ راست اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے علم عطا فرمایا۔ اسی لیے یہ قرآن ایک مجزہ ہے۔ کیونکہ دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی استاد نہیں تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر سوال انھٹا کہ فلاں نے سکھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس اعتراض کا دروازہ ہی بند کر دیا اور برہ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سکھایا۔ سورہ الرحمن میں فرمایا:

﴿الرَّحْمَنُ ۖ ۱۰۱ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۖ ۱۰۲ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۖ ۱۰۳﴾ ”رحمن نے قرآن سکھایا۔ اسی نے انسان کو بنایا۔“

یہاں انسان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی مراد ہیں کیونکہ قرآن کس کو عطا کیا گیا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ فرمایا: ”جو اتباع کریں گے رسول نبی امی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اے پائیں گے وہ لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں، اس آئینے میں ہم اسی اعتراف کا دروازہ ہی بند کر دیا اور برہ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سکھایا۔ سورہ الرحمن میں فرمایا:

﴿الرَّحْمَنُ ۖ ۱۰۱ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۖ ۱۰۲ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۖ ۱۰۳﴾ ”رحمن نے قرآن سکھایا۔ اسی نے انسان کو بنایا۔“

کامیڈان پوری زندگی پر پھیل جاتا ہے۔ چاہے اپنی ذاتی زندگی ہو، معاملات ہوں، گھر یا زندگی ہو، ان سارے پہلوؤں کے اعتبار سے امتی کے لیے اطاعت کا دائرة کار وسیع ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک مرد اگر باپ ہے تو اس میدان میں بھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی کوشش کرے، شوہر ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے، معلم یا تاجر ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے۔ حتیٰ کہ ہر شعبد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی جائے۔ تب وہ اللہ کا بندہ بن سکتا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا: ”مومن وہ ہے جسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آئے۔“ (جامع ترمذی) یعنی مومن تو وہ ہے جسے دیکھ کر اللہ یاد آئے۔ لیکن امتی وہ ہے

مرقب: ابوابراهیم

جسے دیکھ کر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یاد آئیں۔ اس آئینے میں ہم سب اپنا اپنا جائزہ لے سکتے ہیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں؟ آج ہماری گفتگو، اخلاق و کردار، معاملات، رخ زندگی، ہماری محنت و کوشش، ہماری فکروں اور میشن کو دیکھ کر لگتا ہے کہ ہم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں؟ اگر ہاں الحمد للہ رب العالمین۔ اگر نہیں تو مہلت کسی وقت بھی ختم ہو سکتی ہے۔ لہذا ہم چاہمی بننے کی کوشش کریں۔

دوسرالنظر امی آیا ہے۔ عربی زبان میں امی اسے کہتے ہیں جو معروف معنی میں پڑھانے ہو۔ اس کی جمع امیں ہے۔ قرآن حکیم میں اہل کتاب کے مقابلے میں عربوں کے لیے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے کیونکہ اہل کتاب کے ہاں تو صدیوں سے کتابوں کا اور پیغمبروں کا سلسلہ جاری تھا

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

ماہ رجیع الادل کی مناسبت سے ہم ان شاء اللہ سورہ الاعراف کی آیت 157 کا مطالعہ کریں گے۔ اس مقام پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی شان بیان کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین فرائض کا ذکر فرمایا ہے اور یہ بھی بیان فرمایا کہ سچے امتی کون ہیں؟ فرمایا:

”جو اتباع کریں گے رسول نبی امی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسے پائیں گے وہ لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں وہ انہیں نیکی کا حکم دیں گے، تمام برا بیوں سے روکیں گے اور ان کے لیے تمام پاک چیزوں حلال کر دیں گے اور حرام کر دیں گے ان پر ناپاک چیزوں کو اور ان سے اتار دیں گے ان کے بوجھ اور طوق جوان (کی گردنوں) پر پڑے ہوں گے۔ تو جو لوگ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لا سکیں گے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعظیم کریں گے اور آپ کی مدد کریں گے اور پیروی کریں گے اس نور کی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نازل کیا جائے گا وہی لوگ ہوں گے فلاج پانے والے۔“

اس مقام پر پہلا تقاضا اتباع آرہا ہے۔ امت کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لینا کافی نہیں ہے بلکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا بھی ضروری ہے۔ ماننے کا مطلب ہی یہ ہے کہ جو بھی حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیں اس پر عمل لازم ہے اور جس کام سے روک دیں اس سے رک جانا بھی لازم ہے۔ اور ایک اطاعت کامیڈان ہے جو حکم سے آگے کے درج کی شے ہے کہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت کی حقیقت کی کوشش کی جائے۔ پھر یہ اتباع

سے بدلوں گا، ہاتھ سے روکنے کی طاقت ہو گی تو ہاتھ سے روکوں گا۔ اگر دل میں برائی کے خلاف یہ ارادہ بھی نہ ہو، برائی کو برابر بھی نہ سمجھے تو پھر رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

آج مغربی نظریات کا اتنا غلبہ ہے کہ اگر کوئی برائی کے خلاف بات کرے تو اس کو تلقید کا نشانہ بنانا فیشن بن چکا ہے۔ آج بے حیائی، سودی معيشت، بے پر دگی، بیٹیوں کو وراشت سے محروم کرنے کے خلاف بات کرو تو لوگوں کے چہرے بگڑ جاتے ہیں حالانکہ اللہ کا حکم ہے کہ بے حیائی سے روکو، وراشت کے احکامات پر عمل کرو، سود کے دھنے کو چھوڑ دو لیکن اس پر بھی مسلمانوں کے چہرے بگڑ رہے ہیں۔ استغفار اللہ! اسی طرح اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

”قُسْمٌ هُوَ أَسْ ذَاتٍ كَيْ جِسْ كَيْ ہاتھ مِيرِی جان ہے، (اے مسلمانو!) تم لازماً نیکی کا حکم دو گے اور بدی سے روکو گے، ورنہ اندیشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر ایسا عذاب سمجھے گا کہ پھر تم دعائیں مانگو گے لیکن اللہ تمہاری دعاقبول نہیں کرے گا۔“

آج ہم اسی دور سے گزر رہے ہیں، 70 سالوں سے کشمیر اور فلسطین کے بارے میں ہم دعائیں کر رہے اور جس کرب سے دوسرے مسلمان گزر رہے ہیں کیا دعائیں کرنے میں کوئی کمی رہی ہے؟ دعائیں قبول کیوں نہیں ہو رہیں؟ وجہ اللہ کے نبی ﷺ نے خود بتا دی کہ تم نے امتی ہونے کا فرض نہ جانا چھوڑ دیا تو اللہ نے بھی تمہیں چھوڑ دیا۔ لہذا یہ امت امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرے گی تو اس کی دعائیں بھی قبول ہوں گی اور اللہ کی مدد بھی آئے گی۔ اپنے اختیار کے درجے میں ہر امتی کا یہ فرض ہے اور یہاں تک کہ مسلم حکمرانوں پر بھی فرض ہے کہ وہ اپنے اختیار اور طاقت کے بل بوتے پر اس فریضہ کو قائم کریں۔ حکمرانوں کا کام شراب کے پر مٹ دینا نہیں ہونا چاہیے۔ 2018ء میں ایک ایسا قانون بنادیا گیا جس سے ہم جنس پرستی کے راستے کھل سکتے ہیں۔ حکمرانوں کا یہ کام نہیں ہے کہ بے حیائی اور فحاشی کو پر دمومت ہونے کی اجازت دیں یا سود کے دھنے کے جاری رکھنے کی گنجائش دیں اور ان کا اثار فی جزل و فاقی شرعی عدالت کے اختیار ہی کو چینچ کر دے۔ اگر پاکستان جیسے اسلامی نظریاتی ملک میں سود جسے قرآن پاک نے حرام مطلق قرار دیا ہے اس کے خلاف

فرائض یا ذمہ داریوں کا ذکر ہے:
”وَهُنَّا إِنْكِيلَةٌ كَيْ حَکْمَ دِيْسَ گَيْ تَقْمِيمَ بِرَايَيُوں سے روکیں گے“
(1)۔ حضور ﷺ کا پہلا کام تھا: نیکی کا حکم دینا، بدی سے روکنا۔ اب حضور ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد یہ ذمہ داری امت کے کاندھوں پر ہے۔ امت کے اس فرض کو قرآن مجید اس شان فرضیت کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ تمہیں تو کھڑا ہی اسی کام کے لیے کیا گیا۔ فرمایا:

»كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجْتُ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُونَ بِإِلَهِكُمْ« (آل عمران: 110) ”تم وہ بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے، تم حکم کرتے ہو نیکی کا“، اور تم روکتے ہو بدی سے اور تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔“

اس امت کی فضیلت روپے پیسے، جائیداد، کرسی و منصب کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ اس کی حیثیت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی کی وجہ سے تھی۔ امت یہ فریضہ ادا کرے گی تو وہ خیر امت ہے ورنہ اگر امتی یہ کام نہیں کر رہا تو وہ امتی کہلانے کا مستحق نہیں۔ بات تذکرے مگر حقیقت یہی ہے۔ امام قرطبی اور دوسرے ابل علم حضرات نے بھی بیان فرمایا کہ اگر امتی یہ کام نہیں کر رہا ہے تو پھر کا ہے کامتی ہے، کس بات کا امتی ہونے کا وہ دعویٰ کرتا ہے۔ لہذا نیکی کا حکم دینا، بدی سے روکنا مسلمان کا بنیادی فریضہ ہے۔

اس ضمن میں پہلی بات یہ ہے کہ میں حکم وہاں دے سکتا ہوں جہاں میرا اختیار ہو گا۔ گھر میں حکم دے سکتا ہوں لیکن باہر محلے والوں کو میں حکم نہیں دے سکتا، وہاں دعوت اور تبلیغ کے ذریعے امر بالمعروف کا فریضہ ادا کیا جاسکتا ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہم نیکی کی دعوت تو دیں مگر برائی سے نہ روکیں اس طرح بھی امتی ہونے کا فریضہ مکمل ادا نہیں ہو گا۔ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں:

”تَمْ مِنْ سَبَقَتْ جُو شَخْصٌ بِرَأْيِي كُو دِيْكَيْهَ وَهَا سے اپنے ہاتھ (طاقت) سے بد لے، استطاعت نہ ہو تو دل سے (برا جانے)، اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔“ (اربعین نو دی)

یعنی ہاتھ سے روکنے کی طاقت ہے تو برائی کو ہاتھ سے روکے، زبان سے روکنے کی طاقت ہے تو زبان سے روکے، اگر اس کی بھی طاقت نہیں ہے تو دل میں برا جانے۔ یعنی ارادہ رکھے کہ آئندہ طاقت ہو گی تو زبان

علامات کا ذکر تورات اور انجلیل میں بھی موجود ہے۔ عقیدے کے لحاظ سے ہم اس تورات کو مانتے ہیں جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی اور اس انجلیل کو مانتے ہیں جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی۔ تحریف شدہ تورات اور انجلیل کو ہم نہیں مانتے۔ لیکن آج ہم یہ آیت کریمہ پڑھ رہے ہیں، قیامت تک یہ آیت کریمہ پڑھی جائے گی اور اللہ حوالہ اس لیے دے رہا ہے کہ تم پاتے ہو اپنے ہاں آپ ﷺ کو لکھا ہوا ان کتب میں۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ قیامت تک کچھ آیات تورات میں یا انجلیل میں ایسی موجود رہیں گی جن کا حوالہ دے کر ہم اہل کتاب کو رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دے سکیں گے۔ آج ہم ایسویں صدی میں بیٹھے ہیں۔ آج بھی وہ تحریف شدہ انجلیل جس کو Old testament and new testament کہتے ہیں اس میں بھی کچھ آیات ایسی موجود ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بشارات موجود ہیں۔ اس حوالے سے ہمارے مفسرین اور اہل علم نے بہت کام کیا ہے۔ ان کی تفاسیر اور کتابوں کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ سورۃ الفتح کا ہم مطالعہ کرتے ہیں جہاں صحابہ کرام ﷺ کا ذکر ہے:

»ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْزِيْةِ وَ مَمْلَهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ قَفْ كَزْرَعَ أَخْرَجَ شَطْنَةً فَأَزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوْى عَلَى سُوقِهِ« (آیت: 29) یہ ہے ان کی مثال تورات میں۔ اور انجلیل میں ان کی مثال یوں ہے کہ جیسے ایک کھیتی ہو جس نے نکالی اپنی کونپل، پھر اس کو تقویت دی، پھر وہ تخت ہوئی، پھر وہ اپنے تنے پر کھڑی ہو گئی۔

اگر اللہ کے رسول ﷺ کے صحابہ کی مثالیں، اوصاف، علامات تورات اور انجلیل میں موجود ہیں تو پھر رسول اللہ ﷺ کی علامات تو بدرجہ اتم موجود ہوں گی۔ مشہور واقعہ ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی چارچ لینے کے تو پادری نے آکے خود ہی چاہیاں حوالے کر دیں۔ کیوں؟ اس لیے حضرت عمر بن الخطاب کی جو علامات ان کی کتب میں لکھی ہوئی تھیں وہ ان پادریوں کو حضرت عمر بن الخطاب میں نظر آ رہی تھیں۔ ظاہر ہے اگر تحریف شدہ انجلیل میں صحابہ کرام ﷺ کے اوصاف موجود تھے تو رسول اللہ ﷺ کے اوصاف تو اس سے بڑھ کر موجود ہوں گے۔ زیر مطالعہ آیت میں آگے نبی اکرم ﷺ کے تین

ہوں مگر ایک کھلا جبرا دار کر دینے والا۔“
یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سو فیصد وحی کی تعلیم کے مطابق ہے اور اس کی سندرب کائنات نے عطا فرمادی۔
باقیہ رسولوں کی تعلیمات تو بعد ازاں تبدیل ہو گئیں۔ وہ اصل شکل میں نہیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اصل شکل میں لکھی ہوئی بھی موجود ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ بھی موجود ہے۔ ہم اگر یہ جاننا چاہیں کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایک کام ایسا زندگی میں کیا ہو وہ بھی ریکارڈ پر آپ کوں جائے گا۔ دوسری بات قرآن جا بجا ذکر کرتا ہے کہ:
﴿وَمَا أَتْسِكُمُ الرَّسُولُ فَخُنُودُ حَتَّىٰ وَمَا تَهْكُمُ عَنْهُ فَإِنْتُمْ هُوَاجٌ﴾ (الحشر: 7) ”او جو کچھ رسول تم لوگوں کو دے دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روک دیں اس سے رک جاؤ۔“

یہ حلت اور حرمت کا اختیار اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا۔ بعض صحابہ کے واقعات موجود ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ قرآن میں داڑھی کا حکم کدھر ہے تو وہ یہی آیت سناتے تھے۔ اسی طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ قرآن میں گیارہ مرتبہ ارشاد فرمرا ہے: **«وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ حَجَّ»** (التحان: 12) ”او اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی۔“

اللہ نے مشرکین کے خلاف قتل کا حکم دیا۔
 سورۃ التوبہ میں فرمایا:

﴿فَوَلَا يُجِرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ﴾ (التوبہ: 29)
”او نہ حرام ٹھہراتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی حرام کردہ چیزوں کو۔“

اللہ جا بجا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے بیان کرتا ہے۔ نکتہ سمجھنے کا یہ ہے کہ قرآن حکیم بھی ضروری ہے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ضروری ہے۔ اطاعت الہی کے ساتھ اطاعت رسول بھی ضروری ہے۔ اتنا کہ اللہ نے ہم سے ڈائریکٹ معاملہ نہیں رکھا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھا ہے اور فرمادیا:

﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ حَجَّ﴾ (النساء: 80)
”جس نے اطاعت کی رسول کی اس نے اطاعت کی اللہ کی۔“
اللہ تعالیٰ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت عطا فرمائے، ان پر سچا ایمان عطا فرمائے اور ان کی مبارک تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! (جاری ہے)

نہیں ہے، حیا ختم ہو چکی ہے۔ یہ حدیث کے الفاظ ہیں۔ ان کو بھی بیان کیا جائے۔ اسی طرح سود کے حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گناہ کے اعتبار سے سود کے ستر درجے ہیں اس کا کم تر درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ منہ کالا کرے۔ لیکن یہاں دھندرے کے ساتھ سودی قرضے، سودی دھندرے، سود پر ہر بڑس چل رہا ہے۔ لہذا جب تک براہی کو روکا نہیں جائے گا تو وہ زکے کی کیسے۔ زیر مطالعہ آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری ذمہ داری بیان ہوئی:

”اور ان کے لیے تمام پاک چیزیں حلال کر دیں گے اور حرام کر دیں گے ان پر ناپاک چیزوں کو۔“

دین نے ایک اصول عطا کیا ہے۔ کچھ چیزیں ہمارے جسم کے لیے نقصان دہ ہوتی ہیں اور کچھ چیزیں ہماری روح کے لیے نقصان دہ ہوتی ہیں۔ دین دونوں اعتبارات سے حرمتیں عطا کرتا ہے۔ البتہ حلت اور حرمت، حلال قرار دینا، حرام قرار دینا یہ اللہ کا حق ہے اور اللہ کے اذن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے۔ یہ جو انکار سنت کا فتنہ چلتا رہا ہے اس کے نئے نئے شیزد بھی کھار سامنے آتے رہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے: ”قرآن کافی ہے کسی اور شے کی ضرورت نہیں۔“ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: یاد رکھنا ایک پیٹ بھرا خص تھما رے سامنے ایک آرام دہ کرسی پر بیٹھ کر کہے گا کہ جو قرآن میں حلال وہ حلال، جو قرآن میں حرام وہ حرام بس اس کے سوا کچھ نہیں۔ لیکن یاد رکھو اللہ نے مجھے قرآن بھی عطا فرمایا اور اس کے جیسا بھی عطا فرمایا۔ قرآن کے علاوہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آرہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاس سے تو کچھ فرمائیں رہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهُوَى ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُؤْخُذُ بِهِ﴾ (انج: 4,3) ”او یہ (جو کچھ کہ رہے ہیں) اپنی خواہش نفس سے نہیں کہہ رہے ہیں۔ یہ تو صرف وحی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔“

اصولی بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی وحی کی نگرانی میں فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی وحی کی سند اس بات کو حاصل ہے۔ تین مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوا یا گیا:

﴿إِنْ أَتَيْتُ إِلَّا مَا يُوْحَى إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ﴾ (الاحقاف: 9) ”میں تو بس اُسی کی پیروی کر رہا ہوں جو میری طرف وحی کی جا رہی ہے، اور میں نہیں

عدالت کوئی قدم ہی نہیں اٹھا سکتی تو یہ حکمرانوں کے لیے انتہائی شرمساری کا معاملہ ہے۔ حکمرانوں کی ذمہ داری کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَهُوَ لَوْمَ كَمْ كَرِيسْ گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور وہ نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔“ (انج: 41)

مسجد قائم کرنا، آئمہ کے وظائف مقرر کرنا، جمعہ اور عیدین کا خطبہ دینا یہ بھی حکمرانوں کا کام ہے۔ لیکن یہاں کہا جاتا ہے کہ جمعہ کی عید آئے گی تو نواز شریف یا عمران خان پر بھاری ہو جائے گی۔ انانہ وانا الیہ راجعون! جبکہ اللہ یہاں حکم دے رہا ہے کہ حکمران یہ چار کام لازماً کریں۔

1۔ نماز قائم کریں گے۔ قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کا پورا نظام قائم کریں گے۔

2۔ زکوٰۃ دیں گے۔ زکوٰۃ و عشر کا بھی ایک پورا نظام ہے جس کو قائم کرنا حکمرانوں کی ذمہ داری ہے۔ زکوٰۃ سال میں ایک مرتبہ اکٹھی کرنا اور سال میں دو مرتبہ عشر اکٹھا کرنا اور پھر اس کو ضرورت مندوں پر خرچ کرنے کا ایک پورا نظام اسلام نے دیا ہے اس پر عمل درآمد کو یقینی بنانا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس پر تو ہمارے ملک میں بات ہی نہیں ہوتی۔ یہ بڑی بڑی جا گیروں والے قوم کو کچھ دینے کی بجائے صرف لینے کا کام کرتے ہیں۔

3۔ 4،3 نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری تھی۔ اب ختم نبوت کے بعد یہ امت کی ذمہ داری ہے اور یہ اتنی اہم ذمہ داری ہے کہ اس کو علیحدہ سے حکمرانوں کی ذمہ داری کے طور پر بیان کیا گیا۔ یہ ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ دس مرتبہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے۔

ہمارے ہاں ایک عام تصور یہ بھی ہے کہ خیر و نیکی کی میٹھی میٹھی باتیں کرو، لوگ اپنے ہو جائیں گے اور مسئلے ختم ہو جائیں گے۔ سب ٹھیک ٹھاک ہو جائے گا۔ بظاہر کتنا خوشنا فلسفہ لگ رہا ہے لیکن فرض ادا نہیں ہوتا جب تک کہ آپ برائی سے نہیں روکیں گے۔ اسی لیے قرآن میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو ساتھ ساتھ بیان کیا گیا۔ نیک اعمال اور ان کے اجر و ثواب کی بات کرنا بالکل درست ہے لیکن اتنا ہی بدی کی شناخت اور تباہ کاریوں کو بیان کرنا بھی ضروری ہے۔ بے پر دگی کے حوالے سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیوٹ ہے وہ شخص جس کی خواتین بے پر دہ باہر گھومتی ہیں۔ یعنی اس میں غیرت ہی

حضورِ رسالت—⑧

جهان چار سو اندر بر من
ہوائے لامکان اندر سرِ من
چو بگذشم ازیں بام بلندے
چو گرد افتاد پرواز از پر من

ترجمہ و تشریح یہ رباعی ایک مشکل رباعی ہے راقم کے نزدیک بربان اقبال ہی (کلیات اردو) نظم ساقی نامہ سے درج ذیل انتخاب اس رباعی کی مکملہ تشریح ہے۔

پلا دے مجھے وہ مے پرده سوز
کہ آتی نہیں فعلِ گل روز روز!
وہ مئے جس سے ہے مستقیماً کائنات!
وہ مئے جس سے کھلتا ہے راز ازل!

بتاں عجم کے پچاری تمام!
یہ امت روایات میں کھو گئی!
غزالاں افکار کا مرغزار!
گمانوں کے لشکر، یقین کا ثبات!

اسی سے فقیری میں ہوں میں امیراً
ترپتا ہے ہر ذرۂ کائنات
کہ ہر لمحہ ہے تازہ شان وجود
فقط ذوق پرواز ہے زندگی

خودی کیا ہے؟ تلوار کی دھار ہے!
خودی کیا ہے؟ بیداری کائنات!
وہ نا جس سے جاتی رہے اس کی آب
رہے جس سے دنیا میں گردن بلند

کہ خالی نہیں ہے ضمیر وجود
تری شوخی فکر و کردار کا
کہ تیری خودی تجھ پہ ہو آشکار
تجھے کیا بتاؤں تری سرنوشت!

حقیقت ہے آئینہ، گفتار زنگ!
مگر تاب گفتار کہتی ہے، بس!
فروزاں ہے سینے میں شمع نفس
اگر یک سرِ مُوے برتر پرم

حضورِ رسالت—⑧

حکیماں را بہا کمتر نہادند
بناداں جلوہ مستانہ دادند
چہ خوش بخت، چہ خرم روزگارے
دری سلطان بہ درویش کشادند!

ترجمہ یہاں (مدینہ میں) عالمندوں کو کم قیمت پر رکھا جاتا ہے (اور) نادنوں کو مست جلوے عطا کیے جاتے ہیں۔

کیا خوش قسمتی ہے اور کیا خوش و خرم زندگی ہے کہ (میری طرح کے) درویش کے لیے سلطان (رسول اکرم ﷺ) کے دروازے کھول دیے گئے ہیں۔

تشریح آقاۓ دو جہاں حضرت محمد ﷺ کے ہاں حاضری کے موقع پر ساری دنیا سے مسلمان یہاں جمع ہوتے ہیں۔ یہاں دنیاوی حیثیت اور عقل و خرد کی بنیاد پر پذیرائی نہیں ہوتی بلکہ جذبہ و شوق و جنون کو دیکھ کر موقع ملتے ہیں۔

دانا اور حکیم انسان یہاں آ کر اپنے اپنے طریق پر اظہار عقیدت کرتے ہیں جو عام آدمی کو جذباتی لگاؤ کی کمی محض ہوتی ہے جبکہ سادہ لوح اور عوام میں جذبہ فدویت و فدائیت زوروں پر ہوتا ہے وہ مستانہ وار حاضری دیتے ہیں اور ادب و احترام کے ضابطوں میں جگڑے جانے پر دل گرفتہ رہتے ہیں۔

علامہ اقبال کہتے ہیں کہ یہ بات کتنی بڑی خوش بختی اور خوش قسمتی ہے کہ میرے جیسے درویش کے لیے رسالت مآب ﷺ سے ملاقات اور حاضری کے موقع پر آپ ﷺ کی طرف سے عنایات و حوصلوں کو جوان رکھنے والی کیفیت ہے کہ ہم جیسے درویشوں کے لیے آپ ﷺ کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اپنے چاہنے والوں اور حقیقی اطاعت و فرمانبرداری کرنے والوں کے لیے یہ عنایت حوصلہ افزائی ہے اور در دمند مسلمانوں کو امت کے احوال کے بارے میں سوچنا، متقدر ہونا اور اس کی منصوبہ بندی کرنا ایسا اعلیٰ عمل ہے کہ اس بات کی قبولیت بلاشبہ از در حق بہراستقبال می آیہ۔ ایسے بے غرض کاموں کی محنت کی قبولیت اللہ کی طرف سے آگے بڑھ کر شرف باریابی عطا کرتی ہے ورنہ ہم جیسے عام انسانوں کی اور اتنی مداراتیں۔ اس کے علاوہ کوئی اور معقول وجہ نہیں ہے۔

مسلمانوں کو اس پہلو سے امت کے مستقبل کے لیے سوچ بچار، مطالعہ، رابطے اور منصوبہ بندی کرنا چاہیے تاکہ دنیا میں بھی کامیابی ہو اور اللہ بھی راضی ہو۔ نیز اللہ کے رسول ﷺ بھی خوش ہوں اس سے بڑا کوئی مبارک کام نہیں۔

ایشین ڈیلپیٹ بینک کی رپورٹ کے مطابق خطے میں سب سے زیادہ بونگی پاکستان میں ہے ہذا اکثر شاہر حسن صدیقی

عالیٰ مالیاتی اداروں کی پالیسیز خونی انقلابات کو جنم دیتی ہیں اور یہی کوشش پاکستان میں بھی ہو رہی ہے: ڈاکٹر سید عطاء الرحمن عارف

مشکلات سے ٹکنے کے لیے حکومت کو مشکل نہیں کرنے والے گے اور وہ رامگنگی اپنا سعیاں لے رہی ہے پچالا ناہ ہذا حسن صدیقی

ہمارا ملک میں کاظم انتہائی فرسودہ اور غیر متوازن ہے جس سے مہنگائی، غربت اور بے روزگاری میں اضافہ ہوتا ہے: شاہد الحسن چٹھہ

میزبانِ دوستِ احمد

مفتکائی: کیوں اور کب تک؟ کے موضوع پر حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ زگاروں کا اظہار خیال

وعدہ کیا تھا کہ ہم اقتدار میں آکر 100 دن میں انصاف پر بنی ٹیکسوں کی پالیسی نافذ کر دیں گے۔ معیشت کو دستاویزی بنا کیں گے، کالے دھن کو سفید ہونے سے روکیں گے اور تو انائی کے شعبے میں اصلاحات کریں گے کہ گردشی قرضہ پیدا نہ ہو۔ اس سے واقعتاً مہنگائی کم ہو سکتی تھی لیکن اس سے نیکیں چور اور قومی دولت لوٹنے والے طاقتور طبقے کے مفادات پر ضرب پڑتی تھی۔ لہذا اس طبقے کے پریشر کی وجہ سے اس حکومت نے بھی ٹیکسز کا بوجھ عوام پر ہی بڑھادیا اور بھلی، گیس، پڑولیم کے نرخ بڑھادیے، بے تحاشا غیر ملکی قرضے لیے اور ہمارے ہاں مہنگائی بڑھتی چلی گئی۔

ہماری حکومت کا یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ چونکہ عالمی منڈی میں تیل کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں اس لیے پاکستان میں بھی پڑولیم کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں۔ اس حوالے سے حکومت جن ممالک کے ساتھ ہمارا تقابی جائزہ پیش کر رہی ہے کہ پڑول فلاں فلاں ملک میں پاکستان سے مہنگا ہے۔ ان ممالک میں فی کس آمدن پاکستان سے زیادہ ہے۔ ہمارے ملک کی فی کس آمدنی بھارت، بنگلہ دیش سے بھی کم ہے۔ دنیا کے 190 ممالک میں سے 161 ممالک کی فی کس آمدن پاکستان سے زیادہ ہے اور حقائق یہ بھی ہیں کہ ہماری فی کس آمدن اور وقت خرید مسلسل گرفتی ہے۔ اور ابھی مزید گرے گی اور مہنگائی بھی مسلسل بڑھے گی کیونکہ حکومت نے پڑولیم کی مد میں جو پچاس ارب سالانہ لینا تھا وہ ابھی نہیں لیا بلکہ صرف 13 ارب روپے سالانہ لیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یا تو خسارہ بے تحاشا بڑھے گا یا مہنگائی بے تحاشہ بڑھے گی۔ پھر حکومت نے طاقتور طبقوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے سب سدی بڑھا کر ان کو قرضہ دیے جو کہ ایک استحصالی پالیسی ہے۔

وزراء خزانہ تبدیل ہوئے، گورنمنٹ بینک "امپورٹ" کرنا پڑا۔ حکومت کی توجہ معیشت سے زیادہ سیاسی معاملات میں رہی۔ پھر ہمارے داخلی حالات نے بھی حکومت کو کمزور کرنے میں ایک روپ پلے کیا ہے۔ اس حکومت کا مستقل بیانیہ کر پش کو نکرول کرنا تھا۔ چنانچہ اس نے شروع کے ڈیڑھ سال اسی پروفیس کے رکھا جس کی وجہ سے معیشت کے حوالے سے درست فیصلے کرنے والا وقت نکل گیا اور اب فیصلے جلد بازی میں ہو رہے ہیں۔

ایک فیکٹری بھی ہے کہ ہماری حکومت جماعتی نہیں بلکہ اتحادی ہے اور اس وجہ سے بھی حکومت کو مشکل فیصلے کرنے میں دقت ہوئی۔

سوال: پاکستانی عوام ملک میں بڑھتی ہوئی کمرتوڑ مہنگائی کے ہاتھوں بہت پریشان ہیں لیکن ہمارے وزراء سمیت اعلیٰ حکومتی عہدیدار دوسرا ممالک کی پڑولیم کی قیمتیں کا تقابی جائزہ پیش کر کے عوام کو یہ باور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ پاکستان میں پڑول کی قیمتیں خطے کے دیگر ممالک سے بہت کم ہیں۔ اس حوالے سے آپ کے پاس کیا حقائق ہیں؟

ڈاکٹر شاحد حسن صدیقی: سیاسی بیانات اپنی ایک چیخ ریٹ کی وجہ سے بہت زیادہ امپورٹ بل ادا کرنا پڑ رہا ہے جس کی وجہ سے ہماری لوکل قیمتیں یقیناً بہت زیادہ ہیں۔ اس وقت تیل کی قیمتیں سے دنیا کو نکرول کیا جا رہا ہے۔ افراد زر کو نکرول کرنے میں ہماری حکومت کی ناکامی یہ ہے کہ اس نے بروقت منصوبہ بندی نہیں کی یا کر نہیں سکی۔ عالمی پریشر بھی یقیناً ہے اور ہماری حکومتوں کا عالمی اداروں پر انحصار بھی ہے۔ پھر ہماری پالیسیوں میں بھی کوئی تسلسل نہیں رہا۔ پچھلے تین سال میں چار

سوال: موجودہ دور حکومت میں پڑول اور بھلی سمیت بیانی ضروریات کی قیمتیں میں ہوش ربا اضافہ دیکھنے میں آیا۔ اگر کہا جائے کہ پاکستان کی تاریخ میں اتنی افراط زر کبھی دیکھنے میں نہیں آئی تو یہ غلط نہ ہوگا۔ آپ کے نزدیک اس کی کیا وجہات ہیں اور کیا اسے موجودہ حکومت کی ناکامی تصور نہیں کیا جانا چاہیے؟

عطاء الرحمن عارف: اگرچہ پاکستان میں افراط زر کے اداروں پہلے بھی آئے ہیں اور اس کا تناسب بھی آج سے زیادہ رہا ہے لیکن اتنی بدحالی پہلے بھی نہیں ہوئی۔ سمیت بینک کی رپورٹ کے مطابق اس وقت پاکستان میں افراط زر کی شرح 8.9 فیصد ہے جبکہ جس وقت پاکستان دونخت ہوا تھا تو اس وقت یہ تناسب 24.3 فیصد تک پہنچ گیا تھا۔ پھر 2008ء میں جب عالمی پریشر

تھا تو تب بھی افراط زر کی شرح اس سے زیادہ تھی لیکن آج ہماری بدحالی کی بیانی ضروریات کی وجہ یہ ہے کہ افراط زر کو نکرول کرنے کی ہماری صلاحیت دن بدن کم سے کم ہوتی جا رہی ہے۔ اگر ہم پڑول کی قیمت کو دیکھیں تو 2008ء میں زیادہ سے زیادہ 99 ڈالرنی بیرل تک گیا تھا لیکن اس وقت اس کی قیمت 66 ڈالرنی بیرل ہے۔ گویا عالمی پریشر سے زیادہ ہماری اپنی ناہلی آڑے آرہی ہے۔ ہمیں ڈالرنی کیچھ ریٹ کی وجہ سے بہت زیادہ امپورٹ بل ادا کرنا پڑ رہا ہے جس کی وجہ سے ہماری لوکل قیمتیں یقیناً بہت زیادہ ہیں۔ اس وقت تیل کی قیمتیں سے دنیا کو نکرول کیا جا رہا ہے۔ افراد زر کو نکرول کرنے میں ہماری حکومت کی ناکامی یہ ہے کہ اس نے بروقت منصوبہ بندی نہیں کی یا کر نہیں سکی۔ عالمی پریشر بھی یقیناً ہے اور ہماری حکومتوں کا عالمی اداروں پر انحصار بھی ہے۔ پھر ہماری پالیسیوں میں بھی کوئی تسلسل نہیں رہا۔ پچھلے تین سال میں چار

چونکہ باقی ممالک کی نسبت پاکستان کی فی کس آمدنی بہت کم ہے اس وجہ سے بیہاں مہنگائی زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ حالانکہ خطے میں پڑو لیم کی قیمتیں زیادہ ہیں اور پاکستان کی کم ہیں۔ حکومت کے سیاسی نعرے بہت بری طرح ناکام ہوئے ہیں۔ حکومت شروع میں کہتی تھی کہ ہم IMF کے پاس نہیں جائیں گے۔ اس دعوے نے تقریباً 7،8 مہینے بہت کوشش کی کہ ہم IMF کے پاس نہ جائیں لیکن بالآخر ان کو جانا پڑا۔ ابھی بھی حکمران اگر فیصلہ کریں کہ ہم نے IMF سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے، اپنے پیٹ پر بھی پتھر باندھنے ہیں اور عوام کو بھی اس کے لیے تیار کرنا ہے تو ہم مشکلات سے نکل سکتے ہیں۔

سوال: وزیر اعظم اور وفاقی وزراء کہہ رہے ہیں کہ کورونا وبا ختم ہونے کے بعد معاملات درست ہو جائیں گے۔ جبکہ ہمارے مشیر خزانہ فرمار ہے ہیں کہ مہنگائی کم نہیں ہوگی۔ ہم مشیر خزانہ کی بات مانیں یا وزیر اعظم اور ان کی کابینہ کی بات مانیں؟

عطاء الرحمن عارف: بنیادی بات یہی ہے کہ وزیر خزانہ سچ کہہ رہے ہیں کیونکہ وہ اکانومی کو سمجھتے ہیں، وہ داخلی سطح پر تمام معاملات کو دیکھ رہے ہیں، وہ اس وقت IMF کے ساتھ مذاکرات میں بھی ہیں۔ اس لیے وہ عوام کو حقائق سے آگاہ کر رہے ہیں۔ جبکہ وفاقی وزراء کو ووٹ حاصل کرنے کے لیے دوبارہ عوام کے پاس آتا ہے لہذا ان کی مجبوری ہے کہ وہ لوگوں کو سبز باغ دکھائیں۔ جبکہ حکومت خود ابھی تک اپنے غیر ضروری اخراجات کو کنٹرول نہیں کر سکی۔ ان تین سالوں میں بیرونی قرض میں تقریباً 18 ارب روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ سونے کی قیمتوں میں تقریباً 53 ہزار نسرو روپے فی تولہ اضافہ ہوا ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن سے عام آدمی متاثر ہوتا ہے۔ دوسری طرف ہمارا ملک زرعی ہے۔ ہم گندم، چینی، کاٹن اور دیگر اجناس ایکسپورٹ کر سکتے ہیں لیکن بجائے اس کے ہم گندم، چینی اور کاٹن امپورٹ کر رہے ہیں۔ اگر ہم زرعی اجناس افغانستان کو ہی ایکسپورٹ کر سکیں تو اس سے بھی ہمارے زر مبادله میں اضافہ ہو جائے گا۔

سوال: اگر ہمارے ادارے اسمگنگ کرو کیں اور ایک پر اپر چینیں کے ذریعے اپنے دوست ممالک کو ایکسپورٹ کریں تو ہماری اکانومی کو اس سے کتنا فائدہ ہو گا؟

شاهد الحسن چٹھے: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اگر باہر سے چیزیں اسمگل ہو کر آرہی ہیں تو اسی طرح ملک سے باہر بھی اسمگل ہو رہی ہیں۔ اس سے ملک کا

کیے گئے۔ یہ ساری رقم ڈائریکٹ (لوگوں کی سالانہ آمدن پر) نیکس اور ان ڈائریکٹ (سیلز اور امپورٹس پر نیکس) کے ذریعے حاصل کی گئی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایف بی آر نے اپنا بجٹ ایکسٹر کیا لیکن اس کے باوجود عام لوگوں کی قوت خرید کم ہو رہی ہے اور انفلیشن بڑھ رہی ہے۔

سوال: انکم نیکس کی بات کر لیتے ہیں کہ اگر ایک بنس میں بدن کر رہا ہے اور اس پر انکم نیکس لگتا ہے تو جو آپ نے فگر بتائی ہے یہ فگر ایک اچھی اکانومی کے لیے حوصلہ افزای چیز ہے؟

شاهد الحسن چٹھے: جدید دور میں ڈائریکٹ نیکس کا جتنا کمپونٹ بڑھے گا اتنا سیٹ کے لیے اور لوگوں کے لیے اچھا ہو گا۔ کیونکہ جوں جوں آمدن بڑھتی ہے تو انکم نیکس کا ریٹ بھی بڑھتا ہے جبکہ ان ڈائریکٹ نیکس میں عام آدمی اتنا ہی نیکس دے رہا ہوتا ہے جتنا ایک امیر آدمی دے رہا ہوتا ہے۔ اس لیے انکم نیکس کا کمپونٹ بڑھنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے ہو گا یہ کہ جس کی آمدن زیادہ ہے وہ اتنا زیادہ نیکس دے گا جس کی آمدن کم ہے تو وہ نیکس کم دے گا۔ اگر چار لاکھ روپے سالانہ سے بھی کم آمدن ہے تو وہ نیکس بالکل نہیں دے گا۔

سوال: کورونا وبا کی میمعشت کو کتنا نقصان ہوا؟ باخصوص پاکستان کی میمعشت کو کتنا نقصان ہوا؟

حسن صدیق: کورونا جب شارٹ ہوا تھا اس وقت اکانومی کے ایشور بہت زیادہ تھے۔ کیونکہ بہت زیادہ شپنگ کمپنیز بند ہو گئیں اور انو شریز پیچھے ہٹ گئے لیکن کورونا کا بحران ختم ہونے سے پہلے عالمی ڈیمانڈ بہت زیادہ بڑھ گئی جس کی وجہ سے ایک دم جب پریشر آیا تو اس کی وجہ سے عالمی سطح پر اشیاء کی قیمتیں بہت زیادہ بڑھ گئیں۔ مثال کے طور پر یوریا کا بیگ پاکستان میں 1800 کا ہے اور عالمی مارکیٹ میں 6800 کا ہے۔ اسی طرح چینی کی قیمتیں 30، 40 فیصد بڑھی ہیں۔ پھر انگلینڈ میں بریگزٹ بھی تھا اور کورونا کا بحران تھا جس کی وجہ سے وہاں ڈرائیورز کم ہو گئے اور وہاں پڑول کا بحران ہوا۔

بہر حال ان سارے فیکٹریز کی وجہ سے انفلیشن اتنی بڑھی کہ آئی ایم ایف، ورلڈ بیک سیمیت میمعشت پر نظر رکھنے والے اداروں کے مطابق یہ بحران کم از کم مارچ اپریل 2022 تک جاری رہے گا۔ ماہرین معاشریات کے مطابق کورونا کے بحران کو موثر انداز میں کنٹرول کرنے میں پاکستان دنیا بھر میں تیسرے نمبر پر ہے لیکن اب

چونکہ کورونا کے بعد والی صورت ایسی آئی ہے کہ اس کے اثرات پاکستان میں لمبے عرصے تک رہیں گے۔ لیکن

سوال: اس وقت ہمارے مشیر خزانہ واٹگلن میں ایک ارب ڈالر کے لیے مذاکرات کر رہے ہیں۔ اگر یہ مذاکرات IMF کی طرف سے کڑی شرائط کے باوجود کامیاب نہیں ہوتے اور پاکستان کو ایک ارب ڈالر کا قرض نہیں ملتا تو پاکستان کو کس طرح کے معاشری مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا؟

ڈاکٹر شاهد حسن صدیقی: ہم اتنے خوش قسم نہیں ہیں کہ IMF ہمیں قرضہ نہ دے۔ اگر ایسا ہو جائے تو ہر پاکستانی کو چاہیے دور کعت نماز شکرانے کی پڑھے۔ کیونکہ اگر IMF کا پروگرام ختم ہو جائے اور حکومت اور قوم یہ فیصلہ کر لے کہ ہمیں خود انحصاری کی طرف جانا ہے تو یقیناً پاکستان کی قسمت بدل جائے گی۔ لیکن ایسا ہوتا نہیں ہے کیونکہ ہر حکومت کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ قرض لے اور IMF کو بھی قرض دینے ہوتے ہیں کیونکہ اسی طرح وہ ہماری گردن مروڑ سکتے ہیں اور اسی وجہ سے ہماری میمعشت پیچھے جا رہی ہے۔ دوسری بات یہ کہ پچھلے 27 برسوں میں ہمارے مافیا زے چوری اور جائز و ناجائز آمدن سے ڈالر خریدے اور پھر ان کو ملک سے باہر منتقل کر دیا۔ جو پیسہ پاکستان سے باہر گیا وہ 175 ارب ڈالر بتا ہے۔ جبکہ ہمارے قرضے اس وقت 166 ارب ڈالر ہیں۔

اگر ہمارے ہاں کوئی ایسا قانون ہوتا اور ہمارا پیسہ باہر نہ گیا ہوتا تو اس وقت ہم پر یہ قرضے نہ ہوتے۔ اسی طرح پچھلے 8 برسوں میں ہمارا تجارتی خسارہ 122 ارب ڈالر بتا ہے۔ سپریم کورٹ میں ایک کیس میں بتایا گیا کہ ایک سال میں پاکستان میں 20 ارب ڈالر کی ترسیلات آئیں اور اسی سال بیرونی کرنی کے کھاتے میں 15 ارب ڈالر باہر چلا گیا۔ یہ اصل میں چوری کا پیسہ وائٹ کرنے کا ایک راستہ بنایا گیا ہے۔ یہ دو چیزوں کی ایسی ہیں کہ اگر ہماری کوئی مخلص حکومت ان دو چیزوں کو کنٹرول کر لے تو ہم IMF سے بھی نجات پا سکتے ہیں اور پاکستان میں ترقی و خوشحالی بھی آئیتی ہے مگر مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے سیاستدان قومی مفاد میں نہیں سوچتے بلکہ صرف اپنی کری کا سوچتے ہیں۔

سوال: ایک عام ناٹری یہ پایا جاتا ہے کہ حکومت کی ناکام معاشری پالیسیوں کی وجہ سے پاکستانی میمعشت بندگی میں جا چکی ہے۔ لیکن دوسری طرف FBR کا دعویٰ ہے کہ ہمارا سالانہ بجٹ نہ صرف پورا ہو رہا ہے بلکہ exceed ہو رہا ہے۔ کیا FBR کا یہ دعویٰ درست ہے۔

شاهد الحسن چٹھے: پچھلے سال ہمارا نظر ثانی شدہ بجٹ 4690 بلین روپے تھا اور 4774 بلین روپے حاصل

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خودگر
اور

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن اندرول چنگیز سے تاریک تر
پھر تاریخ نے ثابت کیا ہے کہ جمہوریت دراصل سود پر بنی
سرمایہ دارانہ نظام کو تحفظ اور دوام دیتی ہے۔ اس جمہوریت
نے ہمیں کیا دیا اس کا رزلٹ ہمارے سامنے ہے۔ عوام
نے یقیناً دونوں بڑی جماعتوں کو چھوڑ کر ایک تیری
جماعت کو موقع دیا اس کے باوجود ہم مایوس ہیں۔ اللہ نے
کرے یہاں خونی انقلاب آئے کیونکہ یہ پاکستان کے
لیے بہت نقصان دہ ہوگا۔ عالمی حالات کو سامنے رکھیں تو
اس وقت ہمارا ملک نشانے پر ہے۔ جان پر نزدے اپنی
کتاب: confessions of an economic hitman.

میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ جدید مغرب میں
بہاں جہاں بھی انقلاب آئے ان کے پیچھے مالیاتی اداروں
کی منصوبہ بندی شامل تھی۔ ہمیں اپنے ملک میں یہ چیز ہوتی
نظر آ رہی ہے۔ اس وقت مہنگائی کے ذریعے عوام کو تیار کیا
جارہا ہے کہ حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہو جائیں۔ اس
کا حل یہ ہے کہ ہم اسلام کے اصولوں کو اپنالیں اور اپنے
معاشرے کو اسلامی بنائیں تو یہ کرپشن، لوٹ مار، بد عنوانی،
اس ملک کثروں ہو سکتی ہے۔ موجودہ حکومت کی کابینہ
میں تقریباً اسی فیصد وہی لوگ ہیں جو سابقہ حکومتوں میں
رہے ہیں چنانچہ انہوں نے وہی کچھ کرنا ہے جس کی انہیں
تعلیم دی گئی ہے۔ مسائل تبلیغ ہوں گے جب حکومتوں
میں ایسے لوگ ہوں جو آخرت کی فکر کرنے والے ہوں۔
اگر مسلمانان پاکستان کو اس بات کی تعلیم دی جائے کہ اصل
شے ایمان کی طاقت ہے۔ آج ہم دنیا میں جو کچھ بھی
کمار ہے ہیں اس کا حساب آخرت میں دینا ہوگا۔ ہم میں
سے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ خود اللہ کا بندہ بنے اور
دوسروں تک اللہ کے دین کی دعوت پہنچائے اور اللہ کے
دین کو نافذ کرنے کی جدوجہد کرے۔ یہ ملک اسلام کے نام
پر بنا تھا، ہم نے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ یہاں اسلام کا نظام
قام کریں گے۔ اگر ہم اسلام کے اصولوں میں رہ کر بنی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق اللہ کے دین کے نفاذ
کی جدوجہد کریں گے تو ان شاء اللہ یہ ملک قائم بھی رہے
گا اور یہاں اسلامی نظام نافذ ہوگا۔

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی
ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

اور بیان اکانومی کے indicators نہیں ہیں کیونکہ اس
سے مہنگائی بڑھتی ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ جو شخص بھی
کاروبار کرے یا اس کی اتنی آمدن ہو کہ اس پر نیکس لگ
سکے اس کو فائلر ہونا چاہیے یعنی اس کو لازمی اپنائیکس گوشوارہ
جمع کرانا چاہیے۔ اب تک ہماری جو ڈی پی کا نو فیصد نیکس
سے آتا ہے جبکہ اچھی اکانومی کے لیے یہ شرح کم از کم
پندرہ ہونی چاہیے۔ جب بھی ہم IMF یا ولڈ بینک کے
پاس جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ آپ کا تو نیکس کا نظام ہی
نیک نہیں ہے، آپ اپنے فائلر ہی نہیں بڑھا رہے، آپ
کی نیکس نیٹ پر جو لوگ ہیں ان کا تیراحصہ فائلنگ ہو رہی
ہے۔ یہ ایک بڑا مسئلہ ہے۔ اگر اس کو حل نہیں کریں گے
تو ظاہر ہے خسارہ پورا کرنے کے لیے عوام پر نیکس کا
بوچھ بڑھے گا اور مہنگائی ہوگی۔ حکومت کو چاہیے کہ ملک
میں جتنے بھی کاروبار ہو رہے ہیں ان سب کی ڈاونیشن
کرتے تاکہ ایک متوازن معیشت کی بنیاد رکھی جاسکے۔

حسن صدیق: پاکستان میں جو ایک 17 فیصد ہے
کہ IMF کی بڑی کڑی شرائط ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ
وہ اگلا بجٹ پرو IMF نہ بنائے بلکہ عوام کے حق میں
بنائے۔ دوسری طرف IMF کے یانہ کہے آگے آنے
والے وقت میں مشکلات بہت زیادہ آ رہی ہیں۔
باخصوص انجی، عالمی نفلیشن اور گردشی قرضے کے پہاڑ
کھڑے ہوئے ہیں۔ ان کو ڈیل کرنے کے لیے اگر
حکومت کو کوئی مشکل فصلے بھی کرنے پڑتے ہیں تو اس میں
نچلے طبقے کو کچھ نہ کچھ تارگٹڈ ریلیف دے۔ سب سے اہم
یہ ہے کہ عوام کو اعتماد میں لیا جائے۔ اگر عوام کو مشکلات سہنی
بھی پڑتی ہیں تو مثال سیٹ کرنے کے لیے وزراء،
بیوروکریٹس اور خود وزیر اعظم اپنے معیار زندگی سے ایک
لیوں نیچے آئیں۔ اگر یہ ہوگا تو عوام بھی اس مشکل کو خوش
سے قبول کر لے گی۔

سوال: پاکستانی عوام نے پرانی پارٹیوں کی سیاست
سے تنگ آ کر اور عمران خان کو نجات دہندا سمجھ کر ووٹ
دیے تھے لیکن پچھلے تین سال میں مہنگائی، بیروزگاری اور
کرپشن کی وجہ سے اس حکومت کا گراف بھی بتدریج کم ہو
رہا ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اگر خدا خواستہ عوام کی آخری
امید بھی ٹوٹ گئی تو کیا یہ ملک کسی خونی انقلاب کی طرف
نہیں بڑھے گا؟

عطاء الرحمن عارف: آپ کا خدشہ بالکل درست
ہے کیونکہ فرانس میں جو انقلاب آیا تھا اس کی بنیادی وجہ یہ
مہنگائی ہی تھی۔ اس انقلاب کے نتیجے میں بہر حال
جمہوریت آئی جس کو اقبال نے یوں کہا:

شاهد الحسن چٹھہ: اس میں کوئی شک نہیں کہ اس
وقت ان ڈائریکٹ نیکس تقریباً تین ہزار بلین روپے ہے
جبکہ ڈائریکٹ نیکس 1744 بلین ہے۔ اب یہ ایک اچھی

الکتابہ)) (حضرہ کو بھی چیونٹی کا منتر سکھا دو جیسا کہ تم نے اسے لکھنا سکھایا۔)

چنانچہ انہوں نے حضرت حفصہ بن عبید اللہ کو لکھنے کے علاوہ چیونٹی کاٹے کا منتر بھی سکھا دیا۔ اس لحاظ سے وہ ام المؤمنین حضرت حفصہ بن عبید اللہ کی استاد ہیں۔

حضرت حفصہ بن عبید اللہ مسیحہ علیہ السلام سے عقیدت:

ارباب سیئر نے لکھا ہے کہ حضرت شفاء بن عبید اللہ نہایت عاقله اور فاضلہ تھیں اور ان کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے غایت درجہ محبت اور عقیدت تھی۔

حضرت حفصہ بن عبید اللہ مسیحہ علیہ السلام کا آپؑ کے گھر آنا:

حضرت حفصہ بن عبید اللہ مسیحہ علیہ السلام بھی ان پر بہت شفقت فرماتے تھے اور گاہے گاہے ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ حافظ ابن حجر کا بیان ہے کہ حضرت حفصہ بن عبید اللہ مسیحہ علیہ السلام کے گھر آرام فرماتے تھے۔ انہوں نے ایک تھہ اور بستر حضرت حفصہ بن عبید اللہ مسیحہ علیہ السلام کے استعمال کے لیے علیحدہ رکھ چھوڑا تھا چونکہ ان چیزوں سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اقدس مس ہوا تھا اس لیے حضرت شفاء بن عبید اللہ کے نزدیک یہ بڑے نقش کی حامل چیزیں تھیں۔ چنانچہ انہوں نے ان دونوں مقدس چیزوں کو زندگی بھرا پنی جان کے ساتھ رکھا۔ ان کی وفات کے بعد ان کی اولاد نے بھی ان برکات کو بڑی احتیاط سے محفوظ رکھا لیکن اموی حکمران مروان بن الحکم نے یہ دونوں چیزوں ان سے لے لیں۔ اس طرح حضرت شفاء بن عبید اللہ کا خاندان ان اس برکت سے محروم ہو گیا۔

غزوہ خیبر کے پچھے عرصہ بعد کا ذکر ہے کہ ایک دن ایک باوقار خاتون بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں اور اپنی کچھ ضروریات بیان کر کے حضرت حفصہ بن عبید اللہ مسیحہ علیہ السلام سے درخواست کی کہ نقدی یا جنس کی صورت میں انہیں کچھ عطا فرمایا جائے۔ اتفاق سے اس وقت حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی چیز موجود نہیں تھی۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معدرت فرمائی لیکن وہ خاتون اصرار کرتی رہیں کہ ان کی درخواست کو شرف پذیرائی بخشنا جائے۔ اتنے میں اذان کی آواز آئی اور حضرت حفصہ بن عبید اللہ مسیحہ علیہ السلام نماز کے لیے مسجد تشریف لے گئے۔ وہ خاتون بھی اٹھ کر قریب ہی اپنی بیٹی کے گھر چل گئیں جو جلیل القدر صحابی حضرت شریعت بن حسنة بن عبید اللہ کی الہمی تھیں۔

وہاں انہوں نے دیکھا کہ ان کے داماد حضرت شریعت بن عبید اللہ تہبند باندھے گھر ہی میں بیٹھے ہیں اور نماز کے لیے مسجد نہیں گئے۔ یہ خاتون داماد کو گھر میں بیٹھا دیکھ کر سخت آزدہ خاطر ہوئیں اور غصب آلوہ لجھے میں انہیں

حضرت شفاء عرضی عبید اللہ بنت عبد اللہ

مرتب: فرید اللہ مرود

مدینہ میں رہا۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں نزول اجلال فرمایا تو کچھ عرصہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شفاء بن عبید اللہ کو ایک مکان عنایت فرمایا جس میں وہ اپنے فرزند سلیمان بن عبید اللہ کے ساتھ مدت العمر قیام پذیر ہیں۔

ہنزہ مدندرخاتون:

حضرت شفاء بن عبید اللہ مسیحہ علیہ السلام مددودے چند خواتین میں سے تھیں جو لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ کئی امراض کے مریض ان کے پاس آتے تھے اور وہ جھاڑ پھونک یعنی ٹوٹے منتر سے ان کا علاج کرتی تھیں۔ اہل سیئر نے ان کے چیونٹ کے کائیں کے منتر کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن اثیر صاحب اسد الغابہ میں لکھتے ہیں کہ جب کسی چیونٹی (زہریلی یا سخت قسم) کاٹتی تو وہ یہ منتر پڑھ کر کاٹے کی جگہ پھونکتیں۔

((بِسْمِ اللَّهِ صَلُوْلُ صُلُبُ جَبِيرٍ تَعُوْذَا مِنْ أَنْوَاهِهَا فَلَا تَضُرَّ أَحَدًا أَللَّهُمَّ الْكَشْفُ الْبَاسِ رَبَّ النَّاسِ))

ام المؤمنین حضرت حفصہ بن عبید اللہ کی استاد:

3 ہجری میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ بن عبید اللہ بنت عمر فاروق بن عبید اللہ سے نکاح کیا تو ایک مرتبہ حضرت شفاء بن عبید اللہ سے فرمایا کہ حفصہ کو بھی لکھنا سکھا دو، انہوں نے ارشاد نبوی کی تعمیل کی اور حضرت حفصہ بن عبید اللہ کو لکھنا سکھا دیا۔ ایک دفعہ حضرت شفاء بن عبید اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں جاہلیت میں جھاڑ پھونک کیا کرتی تھی اور چیونٹ کاٹنے پر یہ منتر پڑھا کرتی تھی، کیا مجھے اب بھی ایسا کرنے کی اجازت ہے؟ چونکہ اس منتر میں شرک کی آمیزش نہیں تھی اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی بلکہ یہ فرمائش بھی کی کہ یہ منتر حفصہ کو بھی سکھا دو۔ حافظ ابن حجر کا بیان ہے کہ اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے ((علمی حفصہ رقیۃ النملة کما علمتها

حضرت شفاء بنت عبد اللہ بن عبید اللہ کا شمار نہایت جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے۔ ان کا تعلق قریش کے خاندان عدی سے تھا۔

سلسلہ نسب:

سلسلہ نسب یہ ہے: شفاء بنت عبد اللہ بن عبد شمس بن خلف بن سداد بن عبد اللہ بن قرط بن رzag بن عدی بن کعب بن لؤی۔

عدی کے دوسرے بھائی مژہ تھے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں۔ اس لحاظ سے حضرت شفاء بن عبید اللہ کا سلسلہ آٹھویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب نامہ سے مل جاتا ہے۔ اسی طرح پانچویں پشت میں (عبد اللہ بن قرط پر) حضرت شفاء بن عبید اللہ کا سلسلہ نسب سیدنا عمر فاروق بن عبید اللہ سے مل جاتا ہے۔

والدہ کا تعلق بنو مخزوم سے تھا۔ ان کا نام فاطمہ بنت وہب بن عمرو بن عائد بن عمر بن مخزوم تھا۔

شادی:

حضرت شفاء بن عبید اللہ کی شادی ابو حمہ بن حذیفہ عدوی سے ہوئی۔ ابو حمہ کے حالات کسی کتاب میں نہیں ملتے۔

قبول اسلام:

كتب سیئر میں حضرت شفاء بن عبید اللہ کے قبول اسلام کا زمانہ (سال) کی تخصیص نہیں کی گئی لیکن اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ بھرت سے قبل سعادت اندوز اسلام ہوئیں۔

بھرت:

جب بارگاہ رسالت سے صحابہ کرام شفیعہ کو مدینہ منورہ کی جانب بھرت کرنے کی اجازت رحمت ہوئی تو انہوں نے بھی بھرت کا شرف حاصل کیا۔ حافظ ابن حجر نے ”الاصابہ“ میں لکھا ہے کہ وہ ان چند خواتین میں سے تھیں جنہوں نے سب سے پہلے ارشاد نبوی پر لبیک کہا اور ارض مکہ کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر مدینہ منورہ میں مستقل اقامت اختیار کر لی۔

وہاں ان کے تخلی اور برداہری کا اعتراف بھی کرنا پڑتا ہے۔ وہ اپنے وقت کے سب سے بڑے فرمازوں والے لیکن اپنے خاندان کی ایک بوزیر خاتون کی ڈانٹ کا ذرا بھی برانہ مانا۔

وفات:

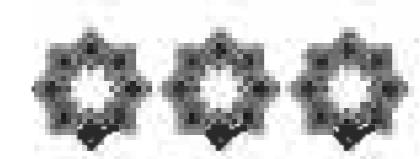
حضرت شفاء بن عینہ نے حضرت عمر بن عینہ کی خلافت کے آخری دور یا حضرت عثمان بن عینہ کے عہد خلافت میں کسی وقت داعیِ اجل کو لیگی کہا۔

ولاد:

حضرت شفاء بن عینہ کی اولاد میں صرف ایک لڑکے سلیمان بن عینہ اور ایک لڑکی کا پوتہ چلتا ہے۔ دونوں شرف صحابیت سے بہرہ ورثتے۔ لڑکی مشہور صحابی حضرت شریعت میں بن حسنہ بن عینہ کے نکاح میں تھیں۔

مرویاتِ حدیث:

حضرت شفاء بن عینہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر فاروق بن عینہ سے چند (بعض بارہ) احادیث روایت کی ہیں۔ راویوں میں ان کے بیٹے سلیمان بن عینہ اور پوتے ابو بکر اور عثمان، اتم المؤمنین حضرت غفرانہ، ابوسلمہ بن عینہ اور ابواسحاق شامل ہیں۔



حضرت عمر بن عینہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

”تمہارے ہاتھوں پر مٹی پڑے میں عاتکہ سے زیادہ قدیم الاسلام ہوں اور پھر تم نے خود مجھے بلا بھیجا تھا لیکن ان ساری باتوں کے باوجود تم نے عاتکہ کو مجھ سے بہتر چادر دی حالانکہ وہ بن بلائے محض اتفاق سے یہاں آگئی تھیں۔ اس روایت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت شفاء بن عینہ نہایت جری اور بے باک تھیں اور دل کی بات خواہ وہ کتنی ہی سخت کیوں نہ ہو بر ملا کہنے میں کسی کی زور عایت نہ کرتی تھیں اگرچہ ان کا مخاطب غلیفہ وقت ہی کیوں نہ ہو۔ یہی وہ مساوات اور سادہ طرز معاشرت تھی جس نے چند سال کے اندر اندر مسلمانوں کو اقبال و فتح مندی کی انتہائی بلندیوں پر پہنچا دیا۔

حضرت عمر بن عینہ نے فرمایا: ”واللہ یہ چادر تمہارے ہی لیتھی لیکن جب عاتکہ آگئیں تو مجھے ان کی رعایت کرنی پڑی کیونکہ یہ نسب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہیں۔“ اس روایت سے جہاں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عمر فاروق بن عینہ رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کو اپنے خاندان ”بوعبدی“ کے لوگوں پر ترجیح دیتے تھے

لامات شروع کردی کہ نماز کا وقت ہو گیا اور تو گھر ہی میں ہے۔ حضرت شریعت میں نے کہا خالہ جان مجھے لامات نہ کیجئے، بات یہ ہے کہ میرے پاس ایک ہی قمیص تھی جس پر میں نے پیوند لگا کر کھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اسے عاری تماںگ لیا ہے، میں نہیں چاہتا کہ ننگے بدن مسجد جاؤں اور جب لوگ مجھ سے سبب پوچھیں تو میں ان کو بتاؤں کہ میری قمیص حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عاری تماںگ لی ہے۔

وہ خاتون داماد کی بات سن کر سکتے میں آگئیں اور کہنے لگیں، میرے ماں باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو، مجھے کیا معلوم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آج کل یہ حال ہے۔ میں نے اپنی درخواست پر اصرار کر کے خوانخواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی۔

یہ خاتون جن کو شریعت کا اس قدر پاس تھا کہ نماز کے وقت اپنے داماد کو گھر میں بیٹھا دیکھ کر غضبناک ہو گئیں اور پھر بے خبری کے عالم میں بارگاہ رسالت میں اپنی بات پر بے جا اصرار نے جنہیں سخت پیشان کیا، حضرت شفاء بن عینہ بنت عبد اللہ تھیں۔

بارگاہ نبوی میں تقرب:

حضرت شفاء بن عینہ کو بارگاہ نبوی میں جو تقرب حاصل تھا اس کی بنا پر تمام صحابہ کرام اجمعین بن عینہ ان کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروق بن عینہ کے نزدیک ان کی قدر و منزلت کی یہ کیفیت تھی کہ جب وہ سریر آرائے خلافت ہوئے تو کبھی بھی بعض اہم مسائل میں ان سے مشورہ کیا کرتے تھے اور ان کی رائے کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔ حافظ ابن حجر نے ابن سعد کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عینہ کو حضرت شفاء بن عینہ کی فضیلت اور رائے کا بڑا پاس تھا اور وہ ان کو بازار کا اہتمام سپرد کیا کرتے تھے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شفاء بن عینہ صائب الرائے ہونے کے ساتھ انتظامی صلاحیتوں کی بھی مالک تھیں۔

علامہ ابن اثیر نے ”اسد الغابہ“ میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق بن عینہ نے اپنے عہد خلافت میں حضرت شفاء بن عینہ کو بلا بھیجا۔ جب وہ حضرت عمر بن عینہ کے پاس پہنچیں تو اتفاق سے عاتکہ بنت اسید بھی وہیں آگئیں۔ حضرت عمر بن عینہ نے دونوں کو ایک ایک چادر عنایت فرمائی۔ جو چادر حضرت عاتکہ بنی عینہ کو عطا ہوئی وہ حضرت شفاء بن عینہ کی چادر سے بہتر تھی۔ حضرت شفاء بن عینہ کو یہ بات ناگوار گزری۔ انہوں نے ناراضی کے لمحے میں

دنیا کا کوئی بھی ملک اسلامی شعائر کی تو ہیں کرے پاکستان اُس سے تعلقات پر نظر ثانی کرے

شاعر الدین شیخ

دنیا کا کوئی بھی ملک اسلامی شعائر کی تو ہیں کرے پاکستان اُس سے تعلقات پر نظر ثانی کرے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ آج عالم کفر اسلام مفوک دہشت گردی کا ارتکاب کر رہا ہے۔ یورپ میں فرانس اور ایشیا میں بھارت اس دہشت گردی کی سرکاری سطح پر سرپرستی کر رہے ہیں۔ خاص طور پر قرآن پاک کی بے حرمتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو ہیں کرے مسلمانوں کے جذبات کو شدید تھیں پہنچائی جا رہی ہے۔ انہوں نے تحریک لبیک پاکستان کے احتجاج کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ عوام کو اپنے جذبات کے اظہار کے لیے احتجاج کا حق حاصل ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ احتجاج کرنے والوں پر تشدد ہرگز نہ کرے اور مذاکرات کو بنیاد بنا کر افہام و تفہیم کے ذریعے معااملے کو حل کرنے کی کوشش کرے۔ حکومت کو وسیع القلبی اور بڑے پن کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ انہوں نے تحریک لبیک پاکستان کے کارکنوں سے بھی اپیل کی کہ وہ تشدداً میز کار روایوں سے گریز کریں۔ احتجاج کا مکمل طور پر پر امن ہو اور کوشش کریں کہ ان کے احتجاج سے عام شہریوں کو تکلیف نہ پہنچے۔ انہوں نے کہا کہ اس حوالے سے فریقین کے درمیان جو بھی عہد ہوئے ہیں ان کی کامل طور پر پاسداری کی جائے۔ فریقین کو یہ فرماویں کرنا چاہیے کہ عہد ایفا کرنا مسلمانوں کے ایمان کا حصہ ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

رخت سفر

عامرہ احسان

amira.pk@gmail.com

اکثر پوچھا جاتا ہے کہ پاکستان کا طرز حکومت کیا ہوگا؟ پاکستان کے طرز حکومت کا تعین کرنے والا میں کون ہوتا ہوں۔ مسلمانوں کا طرز حکومت آج سے 1400 سال قبل قرآن کریم نے وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا تھا۔ الحمد للہ قرآن مجید ہماری رہنمائی کے لیے موجود ہے اور قیامت تک رہے گا۔ اس تناظر میں پاکستان کی داخلہ، خارجہ، تعلیمی، سیاسی معاشری ہیئت دیکھ لیجئے اور درج بالا معاہدے کے مضرات پر بھی غور فرمائیے! ازسرنو دہشت گردی کی آڑ میں اسلامی امارت افغانستان پر بمباری کو ہماری فضائیں امریکی جنگی جہازوں کے لیے پیش ہوں گی؟ اللہ کے غصب کو یوں پکاریں گے؟ یہ کیا کم خیانت ہے کہ بھی مسلم ممالک بالعموم اور ہمسایہ پاکستان بالخصوص شریعت کی بنیاد پر قائم افغان حکومت تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ راگ ریاستِ مدینہ کے الائچے اور قومی پالیسیوں میں اسلام سے ہر آن گریز پائی۔ ہماری معیشت جس طرح کریں ہو رہی ہے وہ عذاب ہی کی صورت ہے۔ افغانستان جنگی مخدوش حالات کے بعد معاشری ناکہ بندی کے باوجود کرنی، 90 افغانی کے بد لے ایک ڈالر کھٹکی ہے۔ ایٹھی پاکستان کے روپے کی اوقات 45.45 ایک ڈالر تک جا گری ہے۔ دنیا کا چوتھا مہنگا ترین ملک بن چکا ہے۔ بد عنوانی آسمان سے با تین کر رہی ہے۔ صرف ایک چیز کوڑیوں کے مول ہے، اور وہ ہے امتحانوں میں ریکارڈ تو ڈنبر 1100 میں سے 1150 نمبر! یا کیا یک لیاقت کا یہ عالم کہ 99,98 فیصد پاس ہو گئے جو قبل از کورونا سالوں میں تشویش ناک حد تک کم تنااسب میں نتائج رہے۔ بلکہ نقل کے ذرائع میں ترقی کا یہ عالم رہا کہ چپل میں بلوٹو تھہ ڈیوائیس لگا کر کان میں مہین مائیکروفون کے ذریعے جواب لکھوائے جاتے رہے 6 لاکھ کے عوض۔ اب اتنی مہنگی جعلی کامیابی کی ضرورت نہیں۔ نمبر بتاشوں کی طرح بیٹھے ہیں! اس تعلیمی معیار پر مغرب کو کوئی تشویش نہیں۔ افغانستان کے لیے سینہ کوبی کر رہے ہیں تعلیم کے نام پر!

مسئل سے نہنے کے لیے طالبان جس تنہ ہی اور پلانگ کا مظاہرہ کر رہے ہیں وہ ان کی صلاحیت، امامت و دیانت کی بنا پر ہے۔ ہمارے احساس پروگرام سے بُغت نوٹوں کے ہاتھوں مفت خوری اور لکھنے پن کی ترویج ملاحظہ ہو۔ افغانستان میں بے روزگاری اور بھوک سے نہنے کے لیے مفت گندم تقسیم کرنے کی بجائے، کابل میں (مزید

مسلمان مسلسل افراتفری کا شکار ہے۔ سیاسی، معاشری، تعلیمی، معاشرتی سبھی دائرہوں میں یکے بعد دیگرے زلزلے پبار ہے۔ ویسے تو محاورہ ہے کہ جوڑ رگیا وہ مر گیا، لیکن پاکستان میں سیاسی، جمہوری سطح پر بالخصوص نواز شریف اور اب عمران خان پر بھی یہ راست آتا ہے کہ جوڑ رگیا وہ مر گیا۔ نواز شریف نے اڑ کر دکھایا تو اڑ کر باہر جانا پڑا۔ اب عمران خان کے اڑنے کی دیر تھی کہ جوار بھائے اٹھنے لگے۔ تا نکہ تحریک لبیک، حسب سابق لاکھڑی کردی۔ اسی دوران ہرگز نہیں..... (Absolutely Not) بھی مہنگا پڑا۔

نوکری کیہے تے نخرا کیہے! ہم امریکا کے حضور 2001ء سے فدویت کی جو پالیسی طے کر بیٹھے وہ آج بھی ساری بڑھکوں کے باوجود وال دوال ہے۔

بائیڈن کے ٹیلی فون کے انتظار میں شرمناک حد تک گراوٹ کا شکار ہوئے۔ اندر خانے روٹھے امریکی محبوب کو راضی کرنے کو ہم نوع چاپلوسی اور پیش کشوں کا سلسلہ رہا۔ ان کی بے نیازی کا عالم یہ ہے کہ کبھی ہماری حکومتوں کا بھرم تک نہ رکھا۔ بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی کے مصدق اب سی این این نے بھانڈا پھوڑ دیا۔ ہم تو پہلے ہی رضا کارانہ، بلا معاہدہ مفت میں امریکا کو فضائی راہداری دیے بیٹھے ہیں۔ عوام کو کیا خبر! عوام کی مصروفیت کے سامان کم تو نہیں۔ لیکن نجور نے کے مہینے ہو گزرے۔ گیس، بجلی، پڑوں سبزی، آٹا، بنیادی اشیائے ضروری یہ پہنچ سے باہر ہو چکے۔ دل بہلاوے کو ایک طرف ریاست مدینہ کے نام پر عین اس نائل کے مصنوعی پن کے شایان شان ایک مذہبی جلوس میں جوان لڑکی بال پھیلائے، سرخی پاؤڈر لگائے سفید کپڑے پہنے حوز کے عنوان سے پھرائی گئی۔ جن جادو تماشا بھی ہے۔ قوم کی عقل کو گھاس کھلانے کی کوئی حد تو ہو! پھر پاک بھارت جنگ کے پیرائے میں کرکت کے چوکے چھکوں سے میدان جہاد میں غازیان قوم کی سرخوٹی نے ہمارے سارے دلدر دور کر دیے۔ بھارت میں مساجد جلا کر

نہیں ہیں! حکمرانی میں شفافیت ملاحظہ ہو۔ عوام کو دھوکا پہلا موقع ہے کہ بر سر اقتدار حکومت واضح سیاسی ڈھانچے دینے، دھیان بٹانے کا کوئی تصور نہیں۔“ ۔ اور ایک متحد منظم کمانڈ تلے پورے ملک پر حکمران ہے۔ نگاہ بلند سخن دنوواز جاں پرسوز مختلف النوع طبقوں کی طاقت کے الگ الگ جزیرے یہی ہے رخت سفر میر کاروان کے لیے

کے ہاتھوں مسلط جنگلوں کی اذیت ہی۔ یہ 40 بس میں گندم پروگرام کا افتتاح ہوا ہے۔ امریکا نے افغانستان میں بدعونی کی صنعت کو پھلنے پھولنے دیا، سدباب، تدارک نہ کیا۔ دوسرا تحفہ افغان عوام کو نشے کی لٹ کا دے گیا۔ اب درمند حکومت نے تمام نشیبوں کے علاج اور انہیں کار آمد شہری بنانے کا بھرپور پروگرام شروع کیا ہے۔ امریکا افغانوں کے 10 ارب ڈالر دبکر بیٹھا ہے اور یورپی یونین زر مبادلہ کے ذخائر اور اثاثے بحال نہیں کر رہی۔ یہی سب افغانستان میں انسانی الیکٹریشن گویاں اور بھوک افلas کے بھرمان کے اندر یہ ظاہر فرمائے ہیں! خارجہ پالیسی اور دنیا کے سامنے آزاد خود مختار افغانستان کا آبرومندانہ، غیور انداز دیکھنا ہو تو ملا عبد السلام خنی، نائب وزیر اعظم کا ماسکو کے اعلیٰ سطحی اجلاس میں خطاب ملاحظہ ہو۔ (یہ بلا CSS اور لمبے تر بیتی کو رسز اور مغربی دنیا کے دوروں کے بغیر کی مہارت ہے!) مختصر ایہ کہ مندوں نہیں کو بار بار یہ یقین دلایا کہ: ”دنیٰ حکومت عالمی برادری کے تمام خدمات کھلے دل سے، پوری دیانت اور شفافیت سے دور کرے گی۔ افغان عوام دنیا کے کسی ملک یا قوم کو نقصان پہنچانا نہیں چاہتے۔ ایک مہذب قوم جو ایک مضبوط دین، ثقافت اور اعلیٰ انسانی اقدار کی حامل ہے۔ ہم ہماری ممالک، خطے اور دنیا سے تعلقات چاہتے ہیں جو قومی خود مختاری حاکمیت اور باہمی احترام کی بنیاد پر قائم ہوں۔“ نیز یہ بھی کہا: ”اسلامی امارت نے ماضی میں یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ آزادی، قومی اور دنیٰ اقدار اور اعلیٰ ترین قومی مفادات کے تحفظ پر کوئی سودا نہیں کیا جائے گا۔ ہمارے عوام کسی دباؤ کو قبول نہیں کریں گے۔ ماضی میں دباؤ کا ہر جربہ ناکام ہو چکا۔ باہم افہام و تفہیم سے معاملات حل کرنا بہتر ہوا کرتا ہے۔“

امریکا سے محمد اثاثے بحال کرنے کا مطالبہ دھرایا اور کہا کہ یہ افغان عوام کی دولت ہے اور ہمارے تکلیف میں بدل اعوام سیاسی اختلافات کی قیمت ادا کرنے پر مجبور نہ کیے جائیں۔ انہوں نے عالمی برادری کو امارت کی جائز قانونی حکومت کو تسلیم کرنے کو کہا، کہ افغانستان کو تنہا کرنا دنیا کے مفاد میں نہیں۔ دنیا کو یہ بھی یاد دلایا کہ گزشتہ 20 سالوں میں کس طرح افغان عوام نے بدعونان سیاسی نظام کے ہاتھوں نقصان اٹھایا۔ (جس کی ذمہ داری جارح عالمی قوتوں پر ہے!) سرکاری ملازمین تنخوا ہوں تک سے محروم رکھے گئے۔ قوم نے غیر ممالک

امیر تنظیمِ اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(14 اکتوبر تا 19 اکتوبر 2021ء)

منگل (15 اکتوبر) کو مرکزی مجلس عالمہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد ازاں شام کو کراچی روائی ہوئی۔ بدھ، جمعرات و جمعہ کو (خطاب جمعہ سمیت) معمول کی مصروفیات رہیں۔

ہفتہ (09 اکتوبر) کو حیدر آباد روائی ہوئی جہاں بعد نماز عشاء ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم“ کا مقصد بعثت“ کے عنوان پر خطاب فرمایا۔

اتوار (10 اکتوبر) کو صبح 09:00 بجے سے ظہر تک حلقة حیدر آباد کے ذمہ داران اور پھر تمام رفقاء کے ساتھ سوال و جواب کی نشدت، تذکیری گفتگو اور بال مشافہ بیعت کا اہتمام ہوا۔ بعد نماز عصر لطیف آباد میں چند احباب سے ملاقات ہوئی۔ بعد نماز مغرب لطیف آباد میں ایک مسجد میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ نماز عشاء کے بعد حیدر آبادی کے علاقہ میں ایک مسجد میں ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارا تعلق“ کے عنوان سے خطاب فرمایا۔

سوموار (11 اکتوبر) صبح 8 بجے سے 9:30 بجے تک چند علماء سے ملاقات رہی۔ 9:30 سے 11:30 تک 3 بزرگ رفقاء کی اُن کے گھروں پر جا کر عیادت فرمائی۔ اسی روز بعد نماز ظہر اسراء یونیورسٹی میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بیان ہو اجس کے بعد کراچی روائی ہوئی۔ اس دورہ میں نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان نعمان اختر بھی ہمراہ رہے۔

جمعہ (14 اکتوبر) کو مرکزی مجلس عالمہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (15 اکتوبر) کو مسجد شادمان کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔

ہفتہ (16 اکتوبر) کورات لاہور آمد ہوئی۔

اتوار (17 اکتوبر) صبح کو حلقة گوجرانوالہ جانا ہوا۔ وہاں صبح 09:00 تا 11:00 بجے حلقة گوجرانوالہ کے رفقاء سے ملاقات، سوال و جواب، بیعت مسنونہ اور تذکیری گفتگو کا اہتمام ہوا۔ بعد ازاں وقفہ حلقة کے ذمہ داران سے ملاقات کی۔ بعد نماز ظہر عوامی پروگرام میں ”سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ کے حوالے سے خطاب ہوا۔ بعد نمازِ عصر سیالکوٹ کے لیے روائی ہوئی۔ عشاء کیہے اور بعد نمازِ عشاء ”پیغام سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم“ کے عنوان پر عمومی خطاب ہوا۔ رات گجرات واپسی ہوئی۔

سوموار (18 اکتوبر) بعد نمازِ جمعرت درس قرآن مجید ہوا۔ پھر 08:00 تا 10:30 بجے مبتدی و ملتزم تربیتی کو رسز میں مشترکہ پیچھرہ ہوئے۔ بعد ازاں پھالیہ کے ایک بنکویٹ ہال میں دن 12 بجے ”سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ کے حوالے سے خطاب ہوا۔ بعد نماز ظہر پھالیہ سے گجرات واپسی ہوئی۔ بعد نمازِ عصر مبتدی و ملتزم تربیتی کو رسز میں مشترکہ پیچھرہ ہوا۔ بعد نمازِ عشاء 08:00 تا 08:30 بجے ربیع الاول کی مناسبت سے عوامی پروگرام میں ”پیغام سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم“ کے عنوان پر عمومی خطاب ہوا۔ وہاں سے فراغت کے بعد رات 09:45 بجے کے قریب لاہور واپسی کے لیے روانہ ہوئے۔

منگل (19 اکتوبر) مرکز میں نائب امیر کے ہمراہ ناظم شعبہ تربیت سے ان کے شعبہ کے حوالے سے ملاقات رہی۔ بعد ازاں ناظم اعلیٰ اور نائب ناظم اعلیٰ برائے تنظیمی امور سے شعبہ ناظمات کے حوالے سے ملاقات کی۔ اس موقع پر نائب امیر بھی موجود ہے۔

ضرورت رشته

☆ لاہور میں رہائش پذیر شیخ فیصلی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، ایم فل بائیو میکنالوجی، قرآن اور عربی گرینر کورس، قد "6.5'، طلاق یافتہ، کے لیے دینی مزاج کے حامل، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور برسرروز گارڈ کے کا رشته درکار ہے۔ لاہور کے رہائشی قابل ترجیح۔

برائے رابطہ: 0300-8884934

☆ اسلام آباد میں مقیم ملتزم رفیق کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال با جا ب تعلیم بی بی اے (جاری) کے لیے دیندار گھرانے سے ایسا رشته درکار ہے جو معاشرے میں رائج غیر شرعی رسومات سے کلی طور پر اجتناب کرتا ہو۔

برائے رابطہ: 0301-5322893

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ لاہور غربی کے دیرینہ رفیق تنظیم منظور احمد چودھری سخت علیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجله مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اللَّهُمَّ أَذْهِبْ إِلَيْكَ رَبَّ الْأَسَاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّاء فِي لَا شَفَاَءَ إِلَّا شَفَاُوكَ شَفَاً لَا يُغَادِرْ سَقَماً

☆ حلقہ لاہور غربی کے ناظم رابطہ محمد بن عبدالرشید رحمانی کی صاحبزادی وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0321-4749205

☆ حلقہ بہاولنگر، ہارون آباد غربی کے ملتزم رفیق اشfaq احمد ظفر کی تائی جان وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0333-6311260

☆ حلقہ بہاولنگر، ہارون آباد شرقی کے ملتزم رفیق ملک خالد محمود کے سروفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0345-7059867

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَ ارْحَمْهُمْ وَ ادْخِلْهُمْ فِي رَحْمَتِكَ وَ حَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَسِيرًا

غلبہ اقامت دین کی جدوجہد کا خدمی خواہ

ماہنامہ

یشاق لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد

مشمولات

☆ شناۓ خواجہ صالی اللہ علیہ السلام

☆ تیس دجال، دجالی قتنہ اور دجال اکبر

☆ ذکر اللہ کی فضیلت اور حقوق العباد کی سنگینی

☆ "رحمۃ للعلمین" حضرت محمد صالی اللہ علیہ السلام

☆ ہماری زبان، ہماری پہچان

☆ علم تفسیر کے آخذ

تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

شمارہ نومبر 2021،
رائج الثانی 1443ھ/28 نومبر 2021ء،

مشمولات

ایوب بیگ مرزا

ڈاکٹر اسرار احمد

پروفیسر محمد یوسف جنوجوہ

احمد علی محمودی

مولانا عبدالمتین

پروفیسر حافظ محمد قاسم رضوان

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا "بیان القرآن" باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 40 روپے ☆ سالانہ زرعاعون (۱۴۰۰ھ) 400 روپے

رسول اکرم ﷺ کی عظمت، آپ ﷺ کے مقصد بعثت، اسوہ رسول ﷺ کے قرآنی تصور، سیرت نبوی ﷺ کے مختلف گوشوں، خاص طور پر آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے انقلابی پہلو جیسے علمی و عملی موضوعات پر 9 کتابوں کا مجموعہ

رسول اکرم
اور نعم

از ڈاکٹر اسرار احمد

دیدہ زیب ٹائل کے ساتھ

516 صفحات پر مشتمل فکر انگیز تالیف

اشاعت خاص (مجلد):

امپورڈ آفٹ پریپر، قیمت: 600 روپے

اشاعت عام (پہپر بیک):

امپورڈ بک پہپر، قیمت: 350 روپے

36۔ کے، ماؤنٹ ٹاؤن، لاہور

فون: 042-35869501

maktaba@tanzeem.org

Powell: Hero or global war criminal?

Will Colin Powell be remembered as America's hero or as a war criminal? Since his death on October 18, there appears to be a rush to profile him as a warm-hearted family man who, against all odds, rose to unimaginable heights within the US empire. His black background is quoted as proof of success and used to shield him from criticism under the rubric of racism even as he served the Empire's quest for global domination. Barack Obama has similarly been lionized because he was the first black president of the United States. His policies toward people of color worldwide were no less vicious than any white president!

Ignored in the adulation of a war criminal was the fact that in 1991, Powell was the chairman Joint chiefs of staff when he ordered the massive bombing of Iraqi forces fleeing from Kuwait (whose occupation had led to the first Gulf War against Saddam Hussain's regime). Tens of thousands of Iraqi troops were butchered on the highway heading out of Kuwait. It was dubbed the "Highway of death". At a Washington press conference, when Powell was asked about Iraqi deaths, he tersely replied: "That's one statistic I am not interested in!"

A servant of Empire—an Uncle Tom—was not interested in the coldblooded murder of brown people! If the discourse on his life is selectively cherry picked, it is inevitable that Powell will be mourned as an unblemished 'hero' worthy of being emulated. And shockingly, apart from a few exceptions, many South African media platforms who have elicited comments on Powell ignored the most crucial aspect defining his enormous failure and guilt: his allegation of weapons of mass destruction (WMDs) in Iraq. In other words,

to bring the issue of WMDs into sharp focus and his central role in it, Powell was the indisputable purveyor of lies that led to America's destructive war on Iraq in 2003. It was a bloody war promoted on a pack of lies!

Attempts have been made since the claim of WMDs was exposed as an elaborate lie, to argue that it was "intelligence failure" in order to whitewash the entire scandal and to salvage Powell's severely damaged reputation. Pundits who subjected the narrative of "intelligence failure" to intense scrutiny, found that on the contrary, Powell was at the head of an extremely sophisticated campaign of disinformation.

The objective was clear: Destruction of Iraq for the sake of Israel. The predetermined goal of a full-blown war followed by occupation and regime change had nothing to do with WMDs. It had everything to do with the neocons' goal in pursuit of eliminating Arab rulers viewed as impediments in the way of Israel and its future 'ambitions'. In the case of Iraq, Saddam Hussain's usefulness as a faithful lackey had ended and he had to be eliminated, even if hundreds of thousands would die in the process.

Selling the need for war on Iraq required deception. Powell was thus tasked as the chief deceiver whose lies about Saddam possessing WMDs became the center piece of the CIA coordinated plot. The fiction of Iraq posing an imminent threat to American interests and security was sold to the public as well as the wider world. That the false propaganda was successfully bought by US allies was no surprise. But shockingly and to the utter dismay of millions who poured into the streets of various capitals, mainstream media also bought into it.

various capitals, mainstream media also bought into it.

Powell's disgraceful display of fake vials purporting to be "evidence" of mountains of weapons of mass destruction possessed by Saddam, accelerated the hunger for war. The Tony Blair-led British regime was equally committed to George W Bush's war on Iraq, despite being fully aware of the truth about the myth of WMDs. Reports subsequently emerged confirming Blair's satanic role. The nature of America's case for war was aptly summarized in the minutes of a meeting of senior ministers of the British regime on July 23, 2002, the infamous "Downing Street Memo", which observed: "Military action was now seen as inevitable. Bush wanted to remove Saddam, through military action, justified by the conjunction of terrorism and WMDs. But the intelligence and facts were being fixed around the policy." Any fair reading of Powell's central role would dispute the narrative that there was an "intelligence failure" nor would it withstand the slightest scrutiny.

It thus begs the question, why Powell has escaped censure if facts point out that top experts in their respective fields within the US intelligence community had correctly assessed that Iraq did not have WMDs or ongoing WMD programs? Powell was an integral part of the Bush regime's neocons who subverted intelligence for a specific agenda. Policy was not based on intelligence, but the CIA's intelligence products were rather based on the policy.

Though Powell and Donald Rumsfeld died without any worldly accountability for the horrendous war crimes they perpetrated, one hopes that George W. Bush, Condoleezza Rice and other neocons who were the architects of America's illegal wars will face prosecution.

Source: An article by Iqbal Jassat; posted by the Media Review Network of Johannesburg, South Africa

سیرت مطہرہ علیہ السلام کے دلپذیر موضوع ہے
بانی تنظیم اسلامی داکٹر احمد راجح کے فکر کا نچوڑ

سیرت خیر الانام علیہ السلام

سیرت طیبہ پڑاکثر صاحب کی زندگی کے آخری خطابات کا مجموعہ

دیدہ زیب تائشل دوستوں کو تھفتا پیش کیجئے
خود مطالعہ کیجئے صفحات: 240 روپے قیمت: 350

مکتبہ حرام القرآن لاہور

قرآن اکیڈمی، 36 کے، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 042(35869501-03)
فیکس: 042(35834000) ای میل: maktaba@tanzeem.org ویب سائٹ: www.tanzeem.org



شعبہ خط و کتابت کورس زی تاریخ میں ایک اور سیکھ میل کا اضافہ !!

آن لائن کورس

- ✿ کیا آپ جانتا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟
شیعی اور تقویٰ اور جہاد اور قیال کی حقیقت کیا ہے؟
- ✿ کیا آپ دین کے جامع اور ہمدردگیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- ✿ کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- ✿ کیا آپ فتحی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تقدیماً مناسب اور مل جواب دینے کی الہیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور پڑاکثر اسرار احمد مر جوم و مغفور کے مرجب کردہ
"مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب" پرمنی

"قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس" سے استفادہ کیجئے
یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط و کتابت کروایا جا رہا ہے) شاکرین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمد للہ!

اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط و کتابت کورس، قرآن اکیڈمی، K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3- (92-42) 35869501 E-mail: distancelearning@tanzeem.org

﴿وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ طُهُوا اجْتَبَكُمْ﴾ (آل جعفر: ٢٨)

تنظیمِ اسلامی کا سالانہ

مکمل پاکستان اجتماع

19، 20، 21 نومبر 2021ء

(بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار)

مرکزی اجتماع گاہ، بہاولپور

بمقام

منعقد ہو رہا ہے (ان شاء اللہ العزیز)

((أَنَا أَمْرَرْتُكُمْ بِخَمْسٍ، اللَّهُ أَمْرَنِي بِهِنَّ: بِالْجُمْعَةِ، وَالسَّمْعِ، وَالطَّاعَةِ،
وَالْهِجْرَةِ، وَالْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)) (مسند احمد و جامع ترمذی)

”میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں۔ اللہ نے مجھے ان کا حکم دیا ہے:

یعنی جماعت کا، سننے کا، ماننے کا، ہجرت کا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کا“

الہزارضائے الہی کے حصول کے لیے

بیعت سمع و طاعت کے مسنون بندھن میں مسلک رفقاء کو شرکت کی بھرپور دعوت ہے۔

تفصیلات کے لیے اپنے مقامی نظم سے رجوع کیجیے!

المعلن: ناظم اعلیٰ، تنظیم اسلامی فون: 78-35473375 (042)

Weekly

Nida-e-Khilafat

Lahore

ACEFYL

SUGAR FREE
**COUGH
SYRUP**

Acefyline piperazine 45mg + Diphenhydramine HCl 8mg

پاکستان کا مقبول ٹرین

کھانسی کا شربت
شوگرفی

میں بھی دستیاب ہے

ہر قسم کی کھانسی میں
پیکسان مفید

